عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۲۳ تا ۳۰ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۳۶

غیبت جو گناہ نہیں

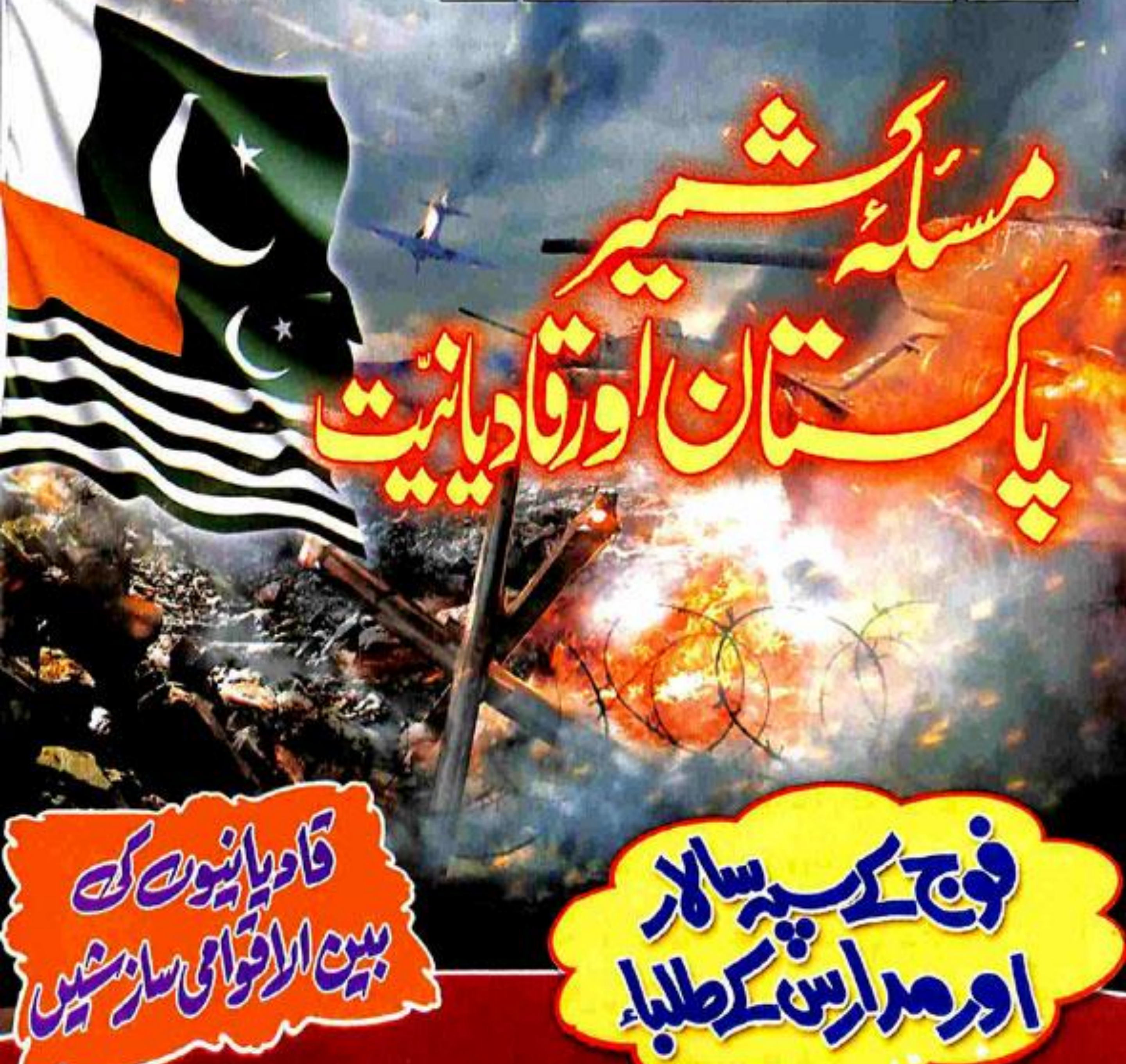

مسئلہ کشمیر پاکستان اور قادیانیت

قادیانیوں کی بین الاقوامی سازشیں

فوج کے سپہ سالار اور مدارس کے طلباء

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

رضاعی بھائی کی سگی بہن سے شادی

س:......کیا رضاعی بھائی کی سگی بہن سے شادی کرنا جائز ہے؟ مثلاً زید اور بکر نے فاطمہ کا دودھ پیا ہے اور فاطمہ بکر کی خالہ ہے، کیا زید بکر کی دوسری بہن سے شادی کرسکتا ہے؟ اس میں کوئی حرج تو نہیں؟

ج:......اگر بکر کی بہن نے اپنی خالہ کا دودھ نہیں پیا ہے تو وہ زید کے لئے اجنبی ہے اور اس صورت میں زید کا اس سے شادی کرنا جائز ہے۔

(وفی البحرالرائق:۳/۲۲۲، کتاب الرضاع)

لیکن اگر اس نے اپنے بھائی بکر کی طرح بچپن میں اپنی خالہ کا دودھ پی لیا ہو تو پھر ان کا نکاح زید سے نہیں ہوسکے گا، کیونکہ اس صورت میں یہ دونوں رضاعی بہن بھائی بن جائیں گے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

”عن علی رضی اللّٰہ عنہ..... ان اللّٰہ حرم من الرضاعة ماحرم من النسب۔“ (مشکوٰۃ:ص:۲۷۳، باب المحرمات)

جس لڑکی کو خون دیا اس سے شادی

س:......کسی مجبوری کی وجہ سے ایک شخص نے غیر محرم لڑکی کو خون دیا تھا، اب کئی سال گزرنے کے بعد وہ لڑکی جوان ہوگئی اور اتفاق سے اس لڑکی کی منگنی خون کا عطیہ دینے والے لڑکے سے ہوگئی۔ اب لوگ کہتے ہیں خون کی وجہ سے یہ ایک دوسرے پر حرام ہیں، ان کی شادی نہیں ہوسکتی۔ کیا لوگوں کی یہ بات شرعاً درست ہے؟

ج:...... یہ لوگوں کے غلط خیالات اور شرعی احکام سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ خون دینے سے شرعاً حرمت ثابت نہیں ہوتی، لہٰذا صورت مسؤلہ میں اگر لڑکے اور لڑکی کے پاس مانع نکاح اور کوئی وجہ نہ ہو تو فقط خون دینے سے نکاح کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اس لئے لڑکے کا اس لڑکی سے نکاح جائز ہے۔

س:......کیا زید نام رکھنا جائز ہے؟ قرآن وحدیث میں کہیں اس نام کو رکھنے سے منع تو نہیں آیا؟

ج:......معلوم نہیں آپ کو زید نام رکھنے میں کیوں شبہ ہورہا ہے۔ بہرحال قرآن وحدیث میں کہیں بھی زید نام رکھنے سے ممانعت نہیں آتی ہے، بلکہ اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت زندگی میں کئی ایک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس مبارک نام سے موسوم تھے بلکہ جماعت صحابہ میں سے صرف ایک ہی صحابی کا نام قرآن کریم میں موجود ہے اور وہ ہے ”زید“ باقی اس نام سے کتنے اور کون کون سے صحابہ کرامؓ موسوم تھے تفصیل جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں: الاصابة فی تمیز الصحابة لابن حجرؒ، اسد الغابة فی معرفة الصحابة لابن اثیر الجزری۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ ۲۳ تا ۳۰ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۱۹ء شمارہ:۳۶

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مسئلہ کشمیر، پاکستان اور قادیانیت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
غیبت.... جو گناہ نہیں	۱۱	مولانا محمد ولی رازی مدظلہ
دستور تعلیم (۲)	۱۳	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلویؒ	۱۶	مولانا سید محمد عفان منصور پوری
فوج کے سپہ سالار اور مدارس کے طلبا	۱۸	حضرت مولانا محمد ازہر مدظلہ
قادیانیوں کی بین الاقوامی سازشیں!	۲۲	جناب محمود راجا، سجاول
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی و دعوتی اسفار	۲۵	ادارہ
یوم دفاع ختم نبوت کانفرنس، ننکانہ آدم	۲۷	حافظ شیر اسامہ بن طاہر

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London. SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

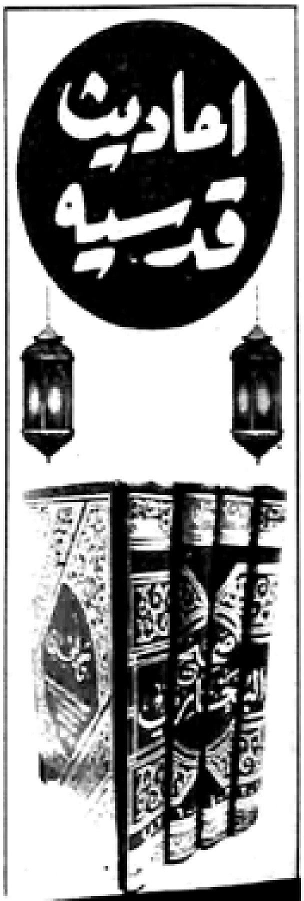

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

شفاعت

حدیث قدسی ۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تلاوت کی: ”رب انهن اضللن كثيراً من الناس فمن تبعني فانه مني“ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس قول کی بھی تلاوت کی: ”ان تعذبهم فانهم عبادك“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ”اللّٰهم امتي، امتي“ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان کا رب زیادہ جاننے والا ہے، پھر ان سے دریافت کرو کس چیز نے ان کو رلایا؟ جبریل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی اور جو کچھ کہا تھا وہ ان کو بتایا پس اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر کہہ دو ہم عنقریب تم کو تمہاری امت کے متعلق خوش کر دیں گے اور ناراض نہیں کریں گے۔ (مسلم) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ سے دل بھر آیا رو کر فرمایا: میری امت کا کیا حال ہوگا؟ اس پر جبرئیل علیہ السلام تسلی لے کر آئے یعنی تمہاری امت کی بخشش ہو جائے گی۔

حدیث قدسی ۵: حضرت ابو سعید خدریؓ اللہ تعالیٰ کی روایت اور اس کے دیدار کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل روایت کرتے ہیں، اس روایت میں ہے قیامت کے دن ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ہر جماعت اور ہر گروہ دنیا میں جس کی عبادت اور پوجا کرتا تھا اپنے معبودوں کے پیچھے چلا جائے گا یہاں تک کہ جو لوگ غیر اللہ کے پوجنے والے تھے خواہ بتوں کو پوجتے تھے یا بتوں کی مڑی اور تھان کو پوجتے تھے وہ سب دوزخ میں جا پڑیں گے اور میدان حشر میں صرف وہ لوگ رہ جائیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بندگی اور پوجا نہیں کرتے تھے ان میں نیک بھی ہوں گے اور گناہگار بھی ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر تجلی فرمائے گا اور دریافت کرے گا تم کس کے منتظر ہو ہر جماعت جس کو پوجتی تھی اس کے سات گئی یہ لوگ کہیں گے: اے رب ہمارے ہم دنیا میں بھی ان لوگوں سے علیحدہ رہے اور ہم ان کے دوست اور مصاحب نہیں بنے حالانکہ ہم ان کے بہت زیادہ محتاج تھے یعنی ہم مشرکوں کے باوجود انسانی ضروریات میں ان کے محتاج ہونے کے کبھی دوست نہیں بنے اور دنیا میں ہمیشہ ان سے علیحدہ رہے پھر آج ان کے ساتھ کس طرح چلے جاتے۔

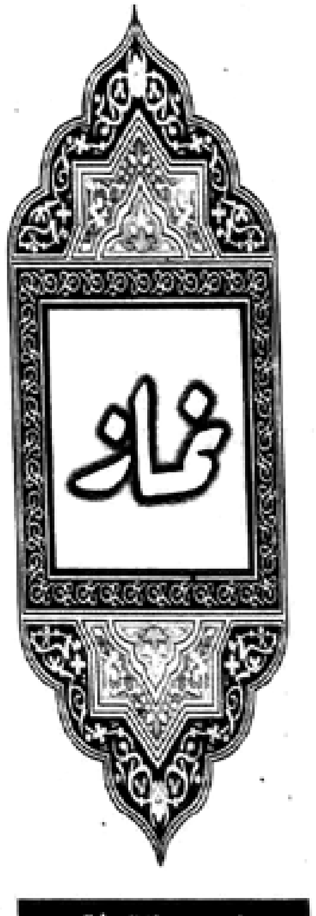

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

سجدۂ تلاوت

س:...... کیا قرآن مجید میں بھی ان مقامات پر سجدے کے حوالے سے کوئی نشان دہی کی گئی ہے؟

ج:...... جی ہاں! ان تمام مقامات پر متن سے باہر حاشیے میں لفظ سجدہ یا متن کے اندر آیت یا علامت گول دائرے پر لفظ سجدہ لکھا ہوتا ہے لہٰذا نماز یا نماز کے باہر اس آیت کو پڑھ کر یا سن کر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

س:...... سجدۂ تلاوت کن لوگوں پر پڑھنے اور سنے جانے کے باوجود واجب نہیں ہوتا؟

ج:...... کافر، نابالغ، پاگل، سویا ہوا شخص، حیض اور نفاس والی عورتوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ چاہے اس نے خود پڑھا یا کسی سے سنا ہو (واضح رہے کہ حیض اور نفاس والی عورتوں اور جن پر غسل واجب ہو ان کو قرآن کریم کی تلاوت کرنا ہی جائز نہیں ہے)۔

س:...... اگر حیض یا نفاس والی عورت نے حیض اور نفاس کی مدت مکمل کرلی ہو یا ناپاک مرد و عورت نے ابھی تک غسل نہ کیا ہو تو کیا سجدے والی آیت سننے پر ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟

ج:...... جی ہاں! ایسے تمام لوگ جن پر غسل واجب ہو چکا ہو اور غسل سے پہلے اگر انہوں نے آیت سجدۂ تلاوت سن لی ہو تو ان کے اوپر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے مگر اس کی ادائیگی غسل کر لینے کے بعد ہوگی۔

س:...... اگر سجدے والی آیت کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں پڑھا تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟

ج:...... آیت سجدہ کا ترجمہ کسی بھی زبان میں پڑھا تو پڑھنے والے پر سجدہ واجب ہو جائے گا۔

س:...... آیت سجدہ کا ترجمہ کسی سے پڑھتے ہوئے سنا تو سننے والے پر سجدہ واجب ہوگا یا نہیں؟

ج:...... اگر سننے والے کو اس بات کی اطلاع دی جائے کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے تو سننے والے پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہوگا اگر اسے نہ بتلایا جائے تو ایسی صورت میں سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مسئلہ کشمیر، پاکستان اور قادیانیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

وادیٔ کشمیر اپنے قدرتی مناظر اور فطری حسن کی بناپر جنت نظیر وادی کہلاتی ہے اور دنیا بھر کے باذوق سیاحوں کے لئے مرکزِ نگاہ ہے۔ ہندو پاک کی تقسیم سے قبل جموں وکشمیر کی تمام سڑکیں اور ریلوے مواصلات پاکستان سے ملتے تھے، کشمیر کے لئے طلب ورسد اپنی مصنوعات، پھلوں اور تمام ضروریات کے لئے راول پنڈی مرکز ہوا کرتا تھا۔ اب بھی ریاست جموں وکشمیر کی سات سو میل لمبی سرحد پاکستان سے ملتی ہے، پاکستان کے علاوہ بھارت، افغانستان، چین اور روس سے بھی اس کی سرحدات ملتی ہیں۔ لیکن دینی، تہذیبی، سیاسی، علاقائی اور نسلی اعتبار سے ریاست جموں وکشمیر پنجاب اور سرحد کا جزولاینفک ہے، اس لحاظ سے پاکستان اور کشمیر لازم وملزوم ہیں، اس لئے بانی پاکستان نے فرمایا تھا کہ: ''کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔''

ریاست جموں وکشمیر کا مجموعی رقبہ ۸۴۴۷۱ (چوراسی ہزار چار سو اکہتر) مربع میل ہے۔ تقریباً ۵ ہزار مربع میل موجودہ آزاد کشمیر ہے۔ ۲۸ ہزار مربع میل گلگت اور بلتستان کا آزاد علاقہ ہے۔ بقیہ ۵۴ ہزار مربع میل سے کچھ زائد علاقہ پر بھارت کا قبضہ ہے، جسے مقبوضہ کشمیر کہا جاتا ہے۔ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست جموں وکشمیر کی آبادی سوا کروڑ بتائی گئی ہے، جس میں اسی فیصد لوگ مسلمان ہیں۔

بارہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک یہاں مسلمان حکومتیں رہی ہیں۔ ۱۸۱۹ء میں سکھوں نے کشمیر پر قبضہ کیا، ۱۸۴۶ء میں جب انگریز برصغیر پر قابض ہوا تو اس نے کشمیر سکھوں سے چھین کر ڈوگرہ جاگیردار گلاب سنگھ کو ۷۵ لاکھ نانک شاہی کے عوض فروخت کردیا اور اس کو ''معاہدۂ امرتسر'' کا نام دیا گیا۔ گلاب سنگھ انگریزوں کا وفادار اور مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم وستم کرتا تھا، مسلمانوں نے اس کے ظلم کے خلاف اور اپنی آزادی کے لئے آوازِ حق بلند کی تو اس نے آزادی کے متوالوں کو منگ راولاکوٹ کے درختوں پر لٹکا کر ان کے جسموں سے کھالیں اُتروائیں۔ انگریز کو بعد میں پتہ چلا کہ کشمیر کا خطہ گلاب سنگھ کو دیتے ہوئے اس سے بہت بڑی غلطی ہوگئی۔ لیکن معاہدہ کے تحت وہ اس میں کوئی مداخلت کا حق نہیں رکھتے تھے۔ اس کے بعد ۱۸۵۸ء میں اس کا بیٹا رنبیر سنگھ آیا، اس نے بھی انگریز کی مکمل اطاعت کی، ۱۸۸۵ء میں اس کا بیٹا مہاراجہ پرتاب سنگھ حکمران ہوا، اس نے انگریز کو کچھ آنکھیں دکھائیں، ان کے بھائیوں: رام سنگھ اور امر سنگھ نے انگریز کے کان بھرے کہ مہاراجہ پرتاب سنگھ روس سے ساز باز رکھتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ انگریز نے نہایت رازداری سے مرزا غلام احمد قادیانی کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین بھیروی اور دیگر چند ایجنٹوں کو مہاراجہ کے دربار سے وابستہ کرایا، تاکہ مہاراجہ پرتاب سنگھ پر نظر رکھی جاسکے۔ روس سے تعلقات کے الزام میں کچھ عرصہ کے لئے پرتاب سنگھ کو انگریز نے معزول بھی رکھا، لیکن بعد میں بحال کردیا، مگر اس کے بعد بھی بدستور مرزائی اور قادیانی انگریزوں کے لئے جاسوسی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

محسوس یوں ہوتا ہے کہ ریاست جموں وکشمیر پر تسلط اور غلبہ کے حصول کے لئے انگریز عیسائیوں نے ہی اپنے خود کاشتہ پودے مرزا غلام قادیانی سے یہ دعویٰ کرایا کہ:

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تین برس تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پاکر ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور ’’یہودیوں‘‘ کی دوسری قوموں کو جو ’’بابل‘‘ کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان کشمیر اور تربت میں آئے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر کشمیر میں انتقال فرمایا اور سری نگر محلہ خانیار میں دفن کیے گئے۔‘‘

(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص:۷۶۵، بحوالہ رازِ حقیقت، ص:۳۰، مرزا قادیانی)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں، نعوذ باللہ من ذلک، اور ان کی قبر محلہ خانیار سری نگر کشمیر میں ہے، حالانکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر حیات ہیں اور قربِ قیامت ان کا نزول ہوگا اور دین محمدی کا اتباع اور لوگوں کو اس کے مطابق عمل کرائیں گے، دجال کو قتل کریں گے، شادی کریں گے، ان کی اولاد ہوگی، پھر وفات ہوگی، مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے اور روضۂ اقدس میں ان کی تدفین ہوگی اور قیامت کے دن قبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔

....

۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء شملہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کا صدر مرزا غلام قادیانی کے بڑے بیٹے قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کو بنایا گیا، اس لئے کہ اس کمیٹی کے محرک یہی تھے اور اس کے ارکان میں اکثر قادیانیوں کو رکھا گیا اور مسلمانوں کی ہمدردی سمیٹنے کے لئے علامہ اقبالؒ اور چند دوسرے مسلمان بھی اس کے رکن بنائے گئے، لیکن جلد ہی مسلم زعماء کو پتہ چل گیا کہ مرزا بشیر الدین محمود کمیٹی کو کشمیری مسلمانوں کے مفاد سے زیادہ اپنے جماعتی مفاد میں استعمال کر رہے ہیں۔ کمیٹی کا کوئی دستور نہیں تھا، صدر کو غیر معمولی اختیارات حاصل تھے، اس کمیٹی کا دوسرا اجلاس لاہور میں رکھا گیا، جس میں احرار کے لوگ بھی شامل تھے اور مطالبہ کیا گیا کہ اس کا دستور مرتب کیا جائے تو قادیانیوں نے اس کی بھرپور مخالفت کی، مرزا محمود نے کمیٹی کی صدارت سے استعفاء دے دیا اور علامہ اقبالؒ اس کمیٹی کے صدر بنائے گئے، قادیانیوں نے اس کمیٹی کا عملاً بائیکاٹ کر دیا، جن مسلمانوں کے مقدمات کے وکیل قادیانی تھے، انہوں نے ان مقدمات کو ادھورا چھوڑ کر مسلمانوں کو نئی اذیت میں مبتلا کر دیا، حتیٰ کہ ظفر اللہ قادیانی نے ایک بیان میں صاف کہہ دیا تھا کہ:

’’وہ کشمیر کو نہیں مانتے جو کچھ انہوں نے یا ان کے ساتھیوں نے اس ضمن میں کیا، وہ ان کے امیر کے حکم کی تعمیل تھی۔‘‘

(رئیس احمد جعفری، اقبال اور سیاست ملی، ۱۵۹-۱۶۰)

قادیانیوں کے اس رویہ سے بددل ہو کر علامہ اقبالؒ نے اس کمیٹی کی صدارت سے استعفاء دے دیا اور اس کے بعد علامہ اقبالؒ کھل کر قادیانیوں کے ناپاک عزائم اور ارادوں کو طشت از بام کرنے لگے، ادھر چونکہ انگریز کی طرح ہندو کا مفاد بھی کسی درجہ میں قادیانیوں کے ساتھ وابستہ ہو گیا تھا، نہرو جو ہندو تھا، اس نے قادیانیوں کی وکالت کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ کو لکھا کہ آپ قادیانیوں کے خلاف کیوں ہیں؟ اور کیوں ان کے خلاف لکھتے ہیں؟ تو علامہ اقبالؒ نے تاریخی جواب دیا کہ آپ کو معلوم نہیں ’’یہ قادیانی ملک اور ملت دونوں کے غدار ہیں۔‘‘ کشمیر کے شیخ عبداللہ جن پر قادیانیوں کا بہت اثر تھا، وہ خود لکھتے ہیں:

’’کشمیری مسلمانوں کی حالت زار کی سب سے بڑی وجہ ان کا آپسی تفرقہ ہے۔ لیکن کچھ عرصے سے کادیانی عقیدے کے

دوستوں نے اس پلیٹ فارم سے اپنے مسلک کی تبلیغ شروع کردی ہے۔ اگر اس پر روک نہ لگائی گئی تو نتائج بہت تباہ کن ہوں گے۔
میرزا صاحب (مرزا البشیر الدین محمود) نے میری تقریر، صبر وسکون کے ساتھ سنی اور پھر بولے کہ ’’احمدی (کادیانی) بنیادی طور پر ایک تبلیغی جماعت ہے۔ ہم نے پہلے پہل کشمیر میں اس قسم کی سرگرمیوں پر روک لگا رکھی تھی، لیکن وہ ایک عارضی مرحلہ تھا، ہمارے لئے مستقل طور پر اس کی پابندی کرنا اور اپنے مشن سے دست بردار ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس پر میں نے دوٹوک جواب دیا کہ ’’ایسے حالات میں احمدی (کادیانی) جماعت کے ہم خیال کارکنوں کا تحریک (آزادی کشمیر) سے وابستہ رہنا نہ مناسب ہے اور نہ ممکن، کیونکہ ان کا تحریک (آزادی کشمیر) کا جزو بن کر تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف رہنا کانفرنس میں فرقہ واریت کے شعلے بھڑکا سکتا ہے، جن میں ہمارا سارا حاصل خاکستر ہو کر رہ جائے گا۔ اس دن کے بعد ہی سے احمدی (کادیانی) جماعت کا رویہ تحریک کے ساتھ پہلے پہل تو سرد مہری کا رہا، بعد میں وہ ہماری مخالفت کرتے رہے اور آخر کار کھلم کھلا ہمارے خلاف صف آراء ہو گئے۔‘‘

(آتش چنار، ص:۱۴۴ تا ۱۴۶، از شیخ محمد عبداللہ)

....

۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو فارمولا یہ طے ہوا کہ جن اضلاع میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، وہ علاقہ اور ضلع پاکستان کا حصہ ہوگا۔ اور جس ضلع میں غیر مسلم کی اکثریت ہوگی، وہ بھارت کا حصہ ہوگا۔ تو ضلع گورداسپور جس میں قادیان بھی آتا ہے، قادیانی اگر اپنا شمار مسلمانوں میں کراتے تو مسلم اکثریت کی بنا پر یہ ضلع بھی پاکستان کو ملتا، لیکن انہوں نے ریڈکلف کمیشن کو درخواست دے کر اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل کرانے سے انکار کردیا، جس کی وجہ سے ضلع گورداسپور کو ضلع کی سطح پر نہیں، بلکہ مرزا البشیر الدین محمود کے کہنے کی وجہ سے تحصیل کی سطح پر تقسیم کرایا، جس کی وجہ سے تحصیل شکرگڑھ مسلم اکثریت کا علاقہ قرار دے کر پاکستان میں شامل کی گئی اور تحصیل پٹھان کوٹ اور دوسری تحصیلوں کو بھارت کا حصہ قرار دیا گیا، جس سے بھارت کو کشمیر میں داخل ہونے کا راستہ ملا، ورنہ اس کے پاس جموں وکشمیر میں داخل ہونے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا، چنانچہ پاکستان بن جانے کے دو ماہ بعد بھارت نے اپنی فوجیں اسی راستہ سے جموں وکشمیر میں داخل کردیں اور اس کے بڑے حصہ پر قابض ہوگیا اور ابھی تک اس کا یہ ناجائز قبضہ اور تسلّط برقرار ہے۔

بھارتی افواج کے ریاست جموں وکشمیر میں داخلہ کے بعد کچھ قبائل نے جہادِ آزادی کا نعرہ لگاتے ہوئے ان بھارتی فوجیوں کا مقابلہ کیا، جس کی بنا پر آزاد کشمیر کا علاقہ فتح کیا، ادھر پاکستانی فوج کا اس وقت سربراہ ایک انگریز ڈگلس نامی تھا، جس کو قائداعظم نے حکم دیا کہ اپنی فوج کو مقابلہ کرنے کا حکم دیں اور اس بھارتی فوج کو ریاست جموں وکشمیر سے باہر نکالیں، اس نے حکم ماننے سے انکار کردیا اور قادیانی گروہ کی ایک فرقان نامی فورس کو سرحد پر لگادیا، جنہوں نے بجائے مجاہدین کی معاونت کرنے کے الٹا مجاہدین کا راستہ روکا۔ بہرحال مجاہدین نے جب تابڑتوڑ حملے کئے اور قریب تھا کہ وہ آگے بڑھ کر پوری ریاست جموں وکشمیر ہندوستانی فوج سے خالی کرالیں، نہرو جو بھارت کا وزیراعظم تھا، اس نے اقوامِ متحدہ میں جنگ بندی کی درخواست کردی۔ اقوامِ متحدہ نے جنگ بندی کرائی اور قرار دیا کہ یہ متنازعہ علاقہ ہے۔ یہاں استصوابِ رائے کرایا جائے گا، یہاں کے لوگوں کی مرضی کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ اس وقت سے مقبوضہ کشمیر کے عوام آزادی کے لئے تحریک چلارہے ہیں، اقوامِ متحدہ اور تمام دنیا کو اپنے خون اور جانوں کی قربانیوں سے یاد دلارہے ہیں کہ ستر سال قبل کیا گیا وعدہ پورا کریں، لیکن اقوامِ متحدہ ہے کہ ابھی تک اس نے کشمیریوں سے کیا گیا وعدہ پورا نہیں کیا۔
پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی بھی اقوامِ متحدہ اور انہیں کے ذیلی اداروں میں لمبی لمبی تقریریں تو بہت کرتے تھے، لیکن کشمیر کے حق میں مؤثر

اور مدلل آواز کبھی بلند نہیں کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ کشمیر ان قادیانیوں کا ہی اُلجھایا ہوا مسئلہ ہے، اس لئے کہ انہوں نے طے کر رکھا ہے کہ اگر کشمیر میں ہمارا کوئی حق نہیں یا ہمارے مفادات کا کوئی تحفظ نہیں تو پھر ہمیں بھی اس میں نہ صرف یہ کہ کوئی دل چسپی نہیں بلکہ اس مسئلہ کے حل کرانے میں کوئی پیش رفت بھی نہیں ہونے دیں گے۔ اس لئے کہ ان کا خواب تھا کہ اس خطہ میں ہم انگریز کے جانشین ہوں گے، جب دیکھا کہ پاکستان بننے جا رہا ہے اور اس نئی ریاست میں ہمارا کوئی رول اور ذکر نہیں تو انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ ظفر اللہ قادیانی نے وزیر خارجہ ہوتے ہوئے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ ۱۹۴۸ء میں کشمیر کے نام پر جنگ پھر ۱۹۵۲ء میں بلوچستان صوبہ پر قبضہ کا پلان، پھر ۱۹۶۵ء کی جنگ اور ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور اس کے بعد ایٹمی پروگرام کے رازوں کا امریکہ تک پہنچانا، یہ سب کچھ انہوں نے اسلام کے نام پر بننے والے ملک پاکستان کے خلاف اور اس کو نقصان پہنچانے کا پورا پورا انتظام کیا۔

۱۹۷۴ء میں ربوہ اسٹیشن پر نشتر کالج ملتان کے طلبہ پر حملہ کے نتیجہ میں ان کے خلاف تحریک چلی، قادیانیت کا مسئلہ قومی اسمبلی میں لے جایا گیا، قادیانیوں نے خود سے درخواست دی کہ اسمبلی کے ارکان کے سامنے ہمیں اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت دی جائے، ان کا مطالبہ منظور ہوا، ان کو اسمبلی میں بلایا گیا، قومی اسمبلی میں قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ دونوں کو موقع دیئے، اپنی بات کرنے اور ان کا موقف سننے کے بعد ہی پوری قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، وہ دن اور آج کا دن انہوں نے قومی اسمبلی کے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا، بلکہ اس کے بعد ہر موقع، ہر محاذ اور ہر فورم پر انہوں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لئے مشکلات کھڑی کیں۔ اب تو صورت حال یہ ہے کہ یورپ یورپی یونین ہو یا امریکہ ہر معاملہ میں اپنی امداد ہو یا کوئی تجارتی معاہدہ وہ اس کے ساتھ نتھی کرتا ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں پر ظلم ہو رہا ہے، خصوصاً قادیانیوں کو ان کا حق نہیں دیا جا رہا اور حق کی وضاحت یہ کرتے ہیں کہ ان کو مسلمان کیوں نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ اقلیت ہونے کے باوجود ہر جگہ اعلیٰ پوسٹوں پر ان کے لوگ براجمان ہیں اور مسلم اکثریت کا حق غصب کر رہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں بھی عبدالشکور نامی ایک قادیانی نے اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے سامنے پیٹا اور کہا:

> ''میرا تعلق احمدیہ مسلم کمیونٹی سے ہے، ۱۹۷۴ء میں ہمیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، ہمارے گھر بھی لوٹ لئے گئے اور دکانیں بھی، کئی گھروں کو آگ لگا دی گئی، تو میں ربوہ آ گیا اور سرگودھا میں کتابوں کا کام کرتا تھا، جس پر انہوں نے مجھے سزا دی، پانچ سال قید بامشقت اور چھ لاکھ روپے جرمانہ، سوا تین سال بعد اب میں رہا ہو کر آیا ہوں۔ ہم بڑے پرامن طریقے سے یہاں (امریکہ میں) رہتے ہیں، میں یہاں (امریکہ میں) اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہوں، مگر پاکستان میں نہیں کہہ سکتا۔ ہماری جماعت بڑی پرامن ہے، وہ ہمیں گالیاں دیتے ہیں، ہمارے گھروں کو آگ لگاتے ہیں۔''

(روزنامہ اسلام، ادارتی صفحہ، ۲۱ جولائی ۲۰۱۹ء)

اس کا مفصل جواب تو حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم نے دیا ہے جو ایک رسالہ میں چھپ گیا ہے، لیکن اجمالاً اتنا بتانا ضروری ہے کہ یہ سب جھوٹی اور من گھڑت داستان ہے۔ یہ ان کتابوں کو فروخت کرتا تھا، جن پر پاکستان میں پابندی ہے، اس پر مقدمہ بنا، تمام ممنوعہ کتب اس سے برآمد ہوئیں، عدالت نے اس کو سزا دی، امریکہ نے پہلے اس کی رہائی کا مطالبہ کیا، خلاف قواعد و ضابطہ اس کی سزا مکمل ہونے سے پہلے خاموشی سے پاکستانی حکومت نے اس کو رہا کرا کر امریکہ بھجوا دیا اور اس نے وہاں سلمان تاثیر کے بیٹے کی معیت اور ترجمانی میں صدر ٹرمپ سے ملاقات کی اور پاکستان کے خلاف یہ تمام شکایات کیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قادیانی گروہ کتنا پاکستان کے ساتھ مخلص اور پاکستان کے لئے پرامن ہے۔ ہم

کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔ اور یہ سب کچھ اسی لئے کیا گیا تاکہ پاکستان کے وزیراعظم صاحب امریکی صدر سے ملیں تو وہ سب سے پہلے قادیانیوں کے بارہ میں ان سے بات کریں۔ یہ پاکستان کی خیر خواہی ہے یا پاکستان دشمنی؟ بہرحال ہمارے وزیراعظم صاحب کو امریکی صدر نے پیش کش کی کہ میں مسئلہ کشمیر پر ثالثی کرانے کو تیار ہوں، وزیراعظم صاحب نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ: اگر آپ یہ مسئلہ حل کرائیں گے تو ڈیڑھ ارب لوگوں کی دعائیں آپ کو ملیں گی۔ اور صدر ٹرمپ نے یہ بھی کہا بھارت کے وزیراعظم نے خود مجھ سے اس مسئلہ میں دلچسپی لینے کا کہا ہے، جب کہ بھارتی وزیراعظم نے اس کا انکار کیا اور پھر امریکہ جاکر کہا کہ ہمیں کسی تیسرے ملک کی ثالثی کی ضرورت نہیں اور چند دنوں بعد ۵ اگست ۲۰۱۹ء کو اپنی اسمبلی میں دفعہ ۳۷۰ اور ۳۵ اے جو کشمیر کی خصوصی حیثیت سے متعلق تھیں، ان کو حذف کرادیا اور نوے ہزار مزید فوج بھیج کر کہہ رہا ہے کہ اب مقبوضہ کشمیر بھارت کے ساتھ ضم ہوگیا اور یہ بھارت کا حصہ بن گیا ہے۔ اس دن سے تقریباً ایک مہینہ ہونے کو ہے کہ کشمیر میں کرفیو نافذ ہے، پورا مقبوضہ کشمیر جیل کا منظر پیش کررہا ہے۔ ادھر صورت حال یہ ہے کہ قادیانی گروہ ایک بار پھر اقوام متحدہ کی حقوق انسانی کی کمیٹی میں پاکستان کے خلاف کیس لے کر گیا ہوا ہے، اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کی جانب سے حکومتی ذمہ داران کو خط لکھا گیا اور ان کو اس خطرہ سے آگاہ کرتے ہوئے کہا گیا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم ومکرم جناب.......................................صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہر شخص اپنی طاقت اور قدرت کے بقدر اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہے، آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے وہ تمام وسائل، اختیارات اور صلاحیتیں عطا کر رکھی ہیں، جس کے ذریعہ آپ اسلام، پیغمبر اسلام، مسلمانوں اور پاکستانی قوم کی خدمت کرسکتے ہیں۔ یقیناً آپ کے علم میں یہ بات ہوگی کہ قادیانیت نے اپنے آغاز ہی سے اسلام اور پاکستان کے خلاف منظم سازشیں کیں۔ علامہ اقبالؒ نے بہت پہلے فرمادیا تھا کہ: ''قادیانی گروہ: ملک اور ملت دونوں کا غدار ہے۔''

۱۹۷۴ء میں پاکستانی پارلیمنٹ نے بڑی بحث وتمحیص اور قادیانیوں کے دونوں گروہوں کا موقف سننے کے بعد ان کے معاشرتی اسٹیٹس کی حیثیت کا تعین کرتے ہوئے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اور ان کے وہی حقوق متعین کئے جو ایک اقلیت کے ہوتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلہ کو نہ مان کر قادیانی جماعت آج تک آئین پاکستان کی خلاف ورزی کا ارتکاب کررہی ہے، بلکہ بیرون ملک مختلف لابیوں، سیاست دانوں، حکومتی ذمہ داران اور این جی اوز کے ذریعہ جھوٹی رپورٹوں کا سہارا لیتے ہوئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کرکے نہ صرف یہ کہ ہمارے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے امیج کو خراب اور اس کے لئے مشکلات کھڑی کررہے ہیں، بلکہ پاکستان دشمنی کا ثبوت بھی دے رہے ہیں۔

حال ہی میں انٹرنیشنل ہیومن رائٹس نامی ایک این جی اوز نے قادیانیوں کے حالات پر مرتب کردہ اپنی رپورٹ کا خلاصہ اقوام متحدہ کی کونسل برائے انسانی حقوق کو ارسال کیا ہے (جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور تمام مسلمان مسالک کی مذہبی اور دینی تنظیموں نے یکسر مسترد کیا ہے) جسے مذکورہ کونسل نے ۴۱ ویں سیشن میں ایجنڈا آئٹم کے طور پر منتخب کیا ہے۔

یاد رہے کہ اگست ۱۹۸۸ء میں بھی قادیانی اقوام متحدہ میں اس کیس کو لے کر گئے تھے۔ اس وقت کی حکومت کے سربراہ جنرل محمد ضیاء الحق شہیدؒ نے ایک حکومتی وفد سرکاری طور پر تشکیل دے کر اسے اس کیس کی پیروی کے لئے بھیجا تھا اور الحمدللہ! اس نے اس کونسل کے تمام ممبران سے خصوصی ملاقاتیں کرکے ان کو پاکستانی موقف سمجھایا اور ان کو اس کے حق میں آمادہ کیا۔

آنجناب سے التماس ہے کہ اس بار بھی اس طرح کا ایک وفد مکمل تیاری کے ساتھ وہاں بھیجنے کے لئے محض اللہ تعالیٰ کی، اس کے رسول کی، اسلام، پاکستان اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے ہر قسم کی تدبیر وحکمت اور عزم وحزم کے ساتھ حکومت کو قائل اور معاونت فرمائیں۔ بلاشبہ یہ اسلام اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عظیم الشان خدمت اور اللہ ورسول کی رضامندی کا موجب ہوگی۔ اس کے ذریعہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وقار کو مزید بحال اور سربلند کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد ونصرت فرمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔‘‘ وأجرکم علی اللّٰہ

(مولانا) ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، پاکستان‘‘

بہرحال ضرورت اس بات کی ہے کہ قادیانیوں کی ان کارستانیوں کی بناپر ان کے عزائم کو سمجھا جائے اور پاکستان کی اکثریت کے اس دیرینہ مطالبہ پر توجہ دی جائے کہ جو قادیانی پاکستان کی اہم پوسٹوں پر ہیں ان کو ان پوسٹوں سے علیحدہ کیا جائے، مسئلہ کشمیر سے متعلق تمام تر معاملات سے ان کو دور رکھا جائے، اس لئے کہ ستر سال سے جو یہ مسئلہ الجھا ہوا ہے، وہ صرف اور صرف ان قادیانیوں ہی کی کارستانیوں کی وجہ سے اُلجھا ہوا ہے، ورنہ یہ مسئلہ کب کا حل ہوچکا ہوتا، مزید یہ کہ ان کو پاکستان کے آئین وقانون کا پابند بنایا جائے اور جو قادیانی بیرونِ ملک جاکر پاکستان کے خلاف باتیں اور سازشیں کرتے ہیں، ان پر بغاوت کا مقدمہ چلاکر ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ رہا کشمیر کا مسئلہ تو بھارت کے ان اقدامات کی بناپر اب کشمیر اس وقت تک آزاد نہیں ہوگا جب تک کہ پاکستان جہاد کا اعلان کرتے ہوئے پاک فوج کو کشمیر میں داخل ہونے کا حکم نہیں دیتا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے تمام غزوات میں فتح جہاد ہی کے ذریعہ حاصل کی تھی اور مدینہ منورہ کی معیشت بھی اس وقت تک کوئی مستحکم پوزیشن میں نہیں تھی، جس کا بہانہ آج پاکستان بنارہا ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں نے جب بھی جابر، ظالم اور جارح کفریہ طاقتوں کو شکست دی تو وہ صرف اور صرف جہاد ہی کے ذریعہ دی۔ مودی حکومت، آر ایس ایس اور شیوسینا کے ہزاروں غنڈے اور درندے مظلوم کشمیریوں کو خطرناک تشدد کا نشانہ بنارہے ہیں، لاکھوں کشمیری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتیں لٹ رہی ہیں، کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم ملی اور شرعی حکم جہاد کا نفاذ کرتے ہوئے ان کی مدد کو پہنچیں۔ محمد بن قاسمؒ تو محض ایک بہن کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہزاروں میل دور سے اس کی مدد کو آگیا تھا اور ہم اپنے ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے مقبوضہ کشمیر میں داخل نہیں ہوسکے۔

وزیراعظم صاحب! کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے، جسے بھارت کاٹنے کے درپے ہے اور ہم محض دکھاوے کی یکجہتی، یہودیوں کی تقلید میں گھنٹے بجاکر اور خاموش رہ کر کررہے ہیں۔ یہ وقت نہ محض نمائشی یکجہتی، سائرن بجانے اور خاموش رہنے کا ہے، بلکہ یہ وقت ظالم، جابر، جارح اور دہشت گرد ہندوستان کو سبق سکھانے کا ہے، ورنہ تاریخ میں لکھا جائے گا: کشمیر جل رہا تھا اور پاکستانی حکمران کھڑے ہوکر سائرن بجارہے تھے۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ ’’جنگ مسئلہ کا حل نہیں۔‘‘ یہ بالکل غلط بات ہے، مسائل جنگ سے ہی حل ہوتے ہیں، اور جنگ ہی سے فریق مخالف مجبور ہوکر میز پر آتا ہے، جیسا کہ طالبان اور امریکہ کی مثال سب کے سامنے ہے کہ افغانستان کے طالبان جہاد ہی کی برکت سے آج امریکی اور نیٹو کے تسلُّط سے اپنی شرائط پر آزادی حاصل کررہے ہیں، جب کہ ہم ۷۲سال سے اقوامِ متحدہ کی قراردادوں پر تکیہ کرنے کی بناپر غلامی میں جارہے ہیں، ولا فعل اللّٰہ ذلک۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کشمیر کے مسلمانوں کو آزادی نصیب فرمائے، ہمارے ملک پاکستان کو تمام آزمائشوں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائے اور پاکستان کو معاشی واقتصادی طور پر مضبوط اور خوشحال فرمائے، آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد وعلٰی آلہ وصحبہ أجمعین

غیبت.....جو گناہ نہیں!

مولانا محمد ولی رازی مدظلہ

یہ بات تو تقریباً ہر مسلمان جانتا ہے کہ غیبت ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ انسانوں میں جھگڑا فساد کی جڑ ہے، لیکن یہ کتنا بدبودار اور گھناؤنا جرم ہے، اس کا صحیح اندازہ بہت کم لوگوں کو ہے۔ قرآن کریم میں جو مثال اس گناہ کے لئے حق تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے، وہ کسی بھی بڑے سے بڑے گناہ کے لئے استعمال نہیں کی گئی۔ فرمایا:

ترجمہ: ”تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تم اسے ناپسند کروگے۔“ (سورۃ الحجرات:۱۲)

اول تو انسان کسی دوسرے انسان کا گوشت کھانے سے نفرت کرتا ہے، پھر وہ انسان اگر اس کا اپنا بھائی ہے تو اس کا گوشت کھانے کا تصور بھی نہیں کرے گا، پھر وہ بھائی بھی کیسا؟ مردہ! مردہ بھائی کا گوشت کھانے کا تصور کتنا گھناؤنا ہے، اس کا اندازہ آپ خود کرلیجئے۔

غیبت کی تعریف:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے پوچھا: یارسول اللہ! غیبت کے کیا معنی ہیں؟ اور بعض روایات میں ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا، جانتے ہو کہ غیبت کیا ہوتی ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہی بتادیں۔ آپ نے فرمایا: ”ذکرک اخاک بما یکرہ“ یعنی اپنے کسی مسلمان بھائی کا اس کے پیٹھ پیچھے ایسے انداز میں ذکر کرنا کہ جب اس کو پتہ چلے کہ میرا اس طرح ذکر کیا گیا ہے تو اس کو ناگوار گزرے۔ ایک صحابیؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! جو بات میں اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں ذکر کررہا ہوں اگر وہ سچی ہو، وہ برائی اس کے اندر موجود ہو تو کیا پھر بھی گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر وہ برائی اس کے اندر موجود ہے تب ہی تو یہ غیبت ہے۔ اگر وہ برائی اس میں موجود نہیں تو پھر اس میں بہتان کا گناہ بھی شامل ہے، یعنی ڈبل گناہ ہے، ایک غیبت کا گناہ اور ایک بہتان کا گناہ۔

غیبت زنا سے بدتر ہے:

ایک اور حدیث میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”الغیبۃ اشد من الزنا“ یعنی غیبت زنا سے بھی زیادہ سنگین گناہ ہے۔ زنا کا عمل ایسا متفقہ گناہ ہے کہ ساری دنیا کے تمام مذاہب اس عمل کو حرام اور ناجائز کہتے ہیں۔ زانی شخص کو ہر معاشرے میں نفرت سے دیکھا جاتا ہے۔ زنا سے بدتر اور بڑا گناہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ زنا کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہے۔ اگر کبھی توبہ کی توفیق ہوگئی اور اپنے فعل پر نادم ہوکر حق تعالیٰ کے سامنے آیا اور گڑگڑایا اور یہ عزم کرلیا کہ آئندہ کبھی اس گناہ کے پاس نہیں جاؤں گا تو رب تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔ لیکن غیبت کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ غیبت کرکے اس نے دوسرے کی عزت وآبرو پر حملہ کیا ہے اور مسلمان کی آبرو پر حملہ کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبے کا طواف کررہا تھا۔ آپ نے کعبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے بیت اللہ! تو کتنا عظیم ہے، تیری حرمت کتنی عظیم ہے، تیرا تقدس کتنا اونچا ہے، لیکن ایک چیز ایسی ہے جس کی حرمت تجھ سے بھی زیادہ ہے، وہ ہے مسلمان کی جان۔ اس کا مال، اس کی آبرو، مطلب یہ ہے کہ اس کا گناہ کعبہ پر حملہ کرنے سے بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ آمین!

غیبت کی اس تعریف اور گھناؤنے پن کو جاننے کے بعد ہمارے لئے اس سے بچنا کتنا ضروری ہوجاتا ہے، اس کا اندازہ ہر مسلمان کرسکتا ہے۔ لیکن بہت سی صورتیں ایسی ہیں جو گناہ نہیں ہوتیں، لوگ غلطی سے اسے گناہ سمجھ کر سخت پریشان ہوجاتے ہیں اور یہ پریشانی انہیں مایوسی کی طرف لے جاتی ہے۔

جو غیبت گناہ نہیں ہے:

ا:..... بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کھلم کھلا برائی میں مبتلا ہوتے ہیں، اس کی یہ برائی ہر شخص کو معلوم ہے، مثلاً ایک شخص شراب پیتا ہے اور سب کے سامنے پیتا ہے۔ اب اگر آپ اس شخص کے بارے میں کسی سے یہ کہیں کہ یہ شخص شراب پیتا ہے تو اس میں غیبت نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ اس کو اپنے اس عمل

پر کوئی شرم وندامت بھی نہیں ہے، اگر آپ کسی سے اس کی اس بُرائی کا تذکرہ کریں گے اور اسے یہ معلوم بھی ہوجائے کہ فلاں شخص نے میرے بارے میں یہ بات کہی ہے تو اسے اس پر کوئی ناگواری نہیں ہوگی، یہاں غیبت کی شرط ناگواری نہیں پائی جاتی۔

اسی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ چاہے کیسی ہی غلطی میں مبتلا ہوں، ان کو معاف کردیا جائے گا، سوائے ان لوگوں کے جو کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں، ان کی معافی نہیں ہوگی۔ ایسے لوگوں کی بُرائی کا تذکرہ اگر پیٹھ پیچھے بھی کریں تو گناہ نہیں ہوگا جائز ہے اور نہ یہ غیبت میں داخل ہے۔

۲:... دوسری بات جو یاد رکھنی چاہئے وہ یہ ہے کہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کے اندر کوئی بُرائی پائی جاتی ہے اور یہ اندیشہ ہوکہ اس کی اس بُرائی کی وجہ سے دوسرے شخص کو نقصان پہنچ جائے گا۔ مثال کے طور پر ایک آدمی دھوکے باز ہے، لوگوں سے لین دین اور معاملات کرتا ہے اور اس میں ان کو دھوکا دیتا ہے۔ اب فرض کیجئے کہ یہ دھوکے باز کسی شخص کے پاس کوئی سودا کرنے یا کوئی اہم معاملہ کرنے پہنچا آپ بھی موجود ہیں، آپ نے اس شخص کے بارے میں بتادیا کہ اس آدمی سے ہوشیار رہنا، یہ شخص دھوکے باز ہے، اس کے معاملات اچھے نہیں ہیں، بہت سے لوگوں کو دھوکا دے چکا ہے، اب دوسرے کو نقصان سے بچانے کے لئے آپ نے اس کی یہ بُرائی بیان کردی تو یہ غیبت نہیں ہے بلکہ آپ نے ایک مسلمان بھائی کی خیرخواہی کی ہے، اس لئے خیرخواہی کا ثواب ملے گا۔

مگر یہ شرط ضروری ہے کہ آپ کو اس شخص کے دھوکے باز ہونے کا یقینی علم ہو، کسی کے کہنے سننے میں آکر اس کو دھوکے باز نہ سمجھا گیا ہو، اگر ایسا ہوا تو یہ شخص دہرے گناہ کا مرتکب ہوگا۔

۳:... بعض حالات میں غیبت کرنا ضروری ہوجاتا ہے، مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے گھر پر حملہ کرنے کا پروگرام بنارہا ہے۔ حملے کا مقصد ڈاکا ڈالنا بھی ہوسکتا ہے یا کسی کا قتل کرنا بھی، آپ کو اس منصوبے کا پتہ چلا گیا تو اگر آپ متعلقہ شخص کو بتادیں کہ ہوشیار رہنا، فلاں شخص تمہارے گھر پر حملہ کرنے کا پروگرام بنارہا ہے۔

اب یہ دیکھئے اس میں بظاہر تو غیبت بھی پائی جارہی ہے اور اگر اس شخص کو معلوم ہوگا کہ میرا منصوبہ ناکام ہوگیا ہے تو اسے ناگوار بھی گزرے گا یعنی غیبت کی دونوں شرائط پائی جارہی ہیں مگر آپ جانتے ہیں کہ اگر میں یہ پلان ظاہر نہیں کروں گا تو ایک مسلمان کو جان و مال کا نقصان پہنچ جائے گا، مگر یہ غیبت صرف جائز ہی نہیں، ضروری اور فرض ہے۔

۴:... رشتے کے مشورے میں اظہارِ حق: اسی طرح اگر کسی شخص کے یہاں کسی نے رشتہ بھیجا۔ اب لڑکی والے آپ سے مشورہ کررہے ہیں کہ فلاں شخص کی طرف سے رشتہ آیا ہوا ہے، آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ لڑکے میں فلاں خرابیاں ہیں؟ لڑکے کی خرابیاں بتادینا غیبت میں داخل نہیں ہے، یہ لڑکی والوں کو ساری زندگی پریشانیوں سے بچانے کے لئے آپ نے بتائی ہیں یا اگر شبہ ہے تو اپنا شبہ ان پر ظاہر کردیں۔ یہ ایک مسلمان کے ساتھ خیرخواہی ہے اور اجر وثواب کا عمل ہے۔ اصول یہ ہے کہ کسی دوسرے کو نقصان سے بچانے کے لئے اگر بُرائی بیان کرنی پڑے تو یہ نہ غیبت ہے نہ گناہ۔

۵:... راویوں کے حالات کی تحقیق: دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی احادیث ہم تک پہنچی ہیں وہ اس طرح پہنچی ہیں کہ ایک راوی نے ایک حدیث دوسرے کو سنائی، دوسرے نے تیسرے کو سنائی، تیسرے نے چوتھے کو سنائی یہاں تک کہ وہ حدیث ہم تک پہنچ گئی۔

حق تعالیٰ نے حدیث کی حفاظت کے لئے ایسے علماء اور محدثین پیدا فرمادیئے جنہوں نے اپنا وقت اور محنت اس کام میں لگادی کہ ان راویوں کی زندگی کا کچا چٹھا جمع کرکے کتابوں میں لکھ دیا اور تحقیق کرکے بتادیا کہ فلاں راوی بھروسہ کرنے کے لائق ہے اور فلاں نہیں۔ ان راویوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تک پہنچتی ہے اور اس وقت دنیا میں دو سو سے زائد حدیث کی کتابیں موجود ہیں۔ آپ کسی حدیث پر انگلی رکھ دیں، کتابوں میں اس کے راویوں کا حال معلوم ہوجائے گا کہ فلاں راوی کہاں پیدا ہوا، کس استاد سے پڑھا، اس کا حافظہ کیسا تھا، اس کے اخلاق اور معاملات کیسے تھے، اس کا نام اسماء الرجال ہے۔ اس میں راویوں کے ذاتی اور باطنی حالات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

پوری دنیا میں کسی مذہب وملت میں آپ کو یہ علم نہیں ملے گا کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے اقوال و اعمال کی حفاظت کا اتنا اہتمام کیا ہو۔ حضرت یحییٰ بن معینؒ جو اس علم کے امام ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم راویوں کے حالات جاننے کے لئے کسی بستی میں جاکر ان کے نام سے ان کے بارے میں چھان بین کرتے ہیں تو لوگ پوچھتے تھے کہ آپ کی کسی لڑکی کا رشتہ آیا ہے؟ اب بہت سے راویوں کے بارے میں لکھا وہ جھوٹا ہے، کذاب ہے، وغیرہ۔ اب دیکھئے بظاہر تو یہ غیبت ہے، لیکن یہ اس لئے ضروری ہے تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی حفاظت کی جاسکے، لہٰذا یہ غیبت نہیں، بلکہ بڑے اجرو ثواب کا کام ہے۔ (اصلاحی خطبات، ج:۷، ص:۸۹)

دستورِ تعلیم

گزشتہ سے پیوستہ

آپ بیت اللہ شریف میں تشریف لے جاتے ہیں، تمام اہل مکہ بحیثیت مجرم آپ کے سامنے بیٹھے ہیں، جو کفروشرک جیسے گناہِ عظیم میں مبتلا تھے، جنھوں نے آپ اور آپ کے جاں نثاروں کو سخت ایذائیں دی تھیں، انھیں شہید کیا گیا، گھروں سے نکلنے پر مجبور کیا تھا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ناپاک منصوبہ بنایا تھا اور پھر ہجرت کے بعد بھی مسلمانوں کو چین سے نہ بیٹھنے دیا اور ان کے خلاف جنگ کرتے رہے، آج یہ سب مجرم آپ کے سامنے ہیں، آج اگر آپ کے بجائے دنیا کا کوئی اور حاکم یا بادشاہ ہوتا تو ان کے ساتھ وہ سلوک کرتا جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جیسا کہ آج کے دور میں مہذب درندے مفتوح قوموں کے ساتھ کر رہے ہیں؛ لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ رحمۃ للعالمین ہیں، آپ ہی کا ارشاد ہے:

"جو تجھ سے قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر، جو تجھے نہ دے تو اسے دے، جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے اور جو تجھ سے برا سلوک کرے تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کر۔"

اس تعلیم کا آج عملی نمونہ پیش کیا جا رہا ہے، آپ نے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ سب نے بیک زبان کہا "ہمیں آپ سے بھلائی کی امید ہے، آپ ایک شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے فرزند

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں آج تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی:

"آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تم کو معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔" (یوسف)

پھر فرمایا: "جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

جودوسخا میں بھی آپ سب سے آگے، صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں تو آپ کا جودوسخا کا سمندر ٹھاٹیں مارتا تھا۔"

اخلاق میں آپ اتنے اونچے مقام پر تھے کہ خود باری تعالیٰ نے آپ کی اس صفت کو خصوصیت سے ذکر کیا:

"اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بلند خلق پر قائم ہیں۔"

اسی طرح آپ ایک بہترین شوہر، مشفق باپ اور وفادار دوست بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کا نمونہ پیش فرما کر امت کو بتا دیا کہ ایک مسلمان شوہر کو کیسا ہونا چاہیے، ایک باپ کیسا ہو اور ایک دوست کیسا ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک امتیازی صفت معلم اور مربی کی ہے، آپ ایک کامل معلم اور استاذ اور ایک عظیم مربی تھے؛ اس لئے تعلیم کے میدان میں کام کرنے والے اور جن حضرات پر نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ہے سب کے لئے آپ اسوۂ حسنہ ہیں۔

اس مضمون میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بحیثیت ایک معلم کے روشنی ڈالنا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے فریضۂ منصبی کو ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اللہ نے احسان فرمایا ایمان والوں پر، جو بھیجا ان میں رسول انہی میں سے، پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی باتیں اور وہ تو پہلے سے صریح گمراہی میں تھے۔" (آل عمران)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے معلم بنا کر بھیجا، آپ نے فرمایا: "مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔" آپ پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی اس میں علم اور تعلیم ہی کا ذکر تھا۔

"اے پیغمبر! آپ اپنے اس رب کا نام لے کر قرآن پڑھیے، جس نے پیدا کیا، جس نے انسانوں کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، آپ قرآن پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی۔ اس نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا۔" (علق)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ تمام صفات عالیہ موجود تھیں جو ایک معلم کامل میں مطلوب ہیں۔آپ کمال علم، خلق عظیم، اسوۂ حسنہ اور کمال شفقت اور رحمت جیسی صفات کے ساتھ موصوف تھے۔

علوم کامل کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے فن میں پوری مہارت رکھتا ہو، آپ کے بارے میں ارشاد باری ہے:

''اور سکھائیں آپ کو وہ باتیں جو آپ نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے۔'' (النساء)

ایک معلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ نہایت مشفق اور ہم درد ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ صفت بدرجۂ اتم موجود تھی۔آپ معلم ہونے کے ساتھ ایک والد کی طرح مشفق اور مہربان بھی تھے۔آپ کی زبان نہایت پاکیزہ تھی، آپ نے کبھی گالی گلوچ سے کام نہیں لیا۔ایک صحابی فرماتے ہیں: ''میں نے آپ سے بہتر نہ آپ سے پہلے کوئی معلم دیکھا، نہ آپ کے بعد، خدا کی قسم! نہ آپ نے مجھے ڈانٹا، نہ مجھے مارا اور نہ مجھے برا بھلا کہا۔''

کام یاب معلم کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ فصیح اللسان ہو اور جو مضمون پڑھائے طلبہ کے ذہن نشین کرادے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشک افصح العرب تھے اور جامع کلمات کے مالک تھے، آپ نے فرمایا:

''مجھے جوامع الکلم کی صفت عطا کی گئی ہے۔'' یعنی آپ کے الفاظ مبارک کم اور ان کے معانی زیادہ ہوتے تھے۔

نیز آپ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، جو بھی اسے سنتا اسے سمجھ لیتا اور بہ وقت ضرورت ایک بات کو تین بار دہراتے، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح لگاتار گفتگو نہیں فرماتے تھے؛ لیکن آپ جب گفتگو فرماتے تو کھلی ہوئی گفتگو فرماتے، جو بھی اسے سنتا اسے یاد کرلیتا۔''

یہی وجہ ہے کہ آپ کی ایک ایک بات آج امت کے پاس محفوظ ہے۔ایک کام یاب معلم کی خوبی یہ ہے کہ وہ نہایت بلند اخلاق کا مالک ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی تعریف خود رب العزت نے بیان فرمادی ہے۔

''بے شک آپ خلق عظیم کے مرتبہ پر فائز ہیں۔'' (القلم)

نیز ایک معلم کا کمال یہ ہے کہ تعلیم کے ساتھ شاگردوں کی صحیح تربیت بھی کرے اور خود اپنی ذات کو بہ طور عملی نمونہ کے پیش کرے۔آپ کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے:

''آپ ان کی تربیت اور تزکیہ فرماتے ہیں۔''

اور آپ کی زندگی کو پوری امت کے لئے اسوۂ حسنہ بنا کر پیش کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کمال اور خوبی یہ تھی کہ آپ تعلیم میں مختلف طریقے اور اسلوب استعمال فرماتے تھے اور سامعین کا خیال فرماتے اور ان کے عقلی معیار کے مطابق گفتگو فرماتے اور مختلف علمی مضامین کے اعتبار سے اسلوب بدلتے رہتے، یہاں پر اس اسلوب بیان کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔

حفظ کا طریقہ:

بعض علمی مضامین ایسے ہوتے ہیں جن کی عبارتوں کو یاد کرنا ضروری ہوتا ہے، جیسے ہمارے تعلیمی مضامین میں پہاڑے وغیرہ ایسے مضامین میں آپ کا یہی اسلوب مبارک تھا، جیسے قرآن کریم کی آیات، ماثور دعائیں اور مختلف اوراد، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استخارے کی دعا ہمارے کاموں کے سلسلے میں اس طرح سکھاتے تھے جیسے ہمیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔''

تعلیم بالعمل:

بعض مضامین عملی ہوتے ہیں جنھیں عمل ہی کے ذریعہ سکھایا جاسکتا ہے۔ اسلام کی بیشتر تعلیمات عملی ہیں؛ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے خود عمل فرما کر صحابۂ کرامؓ کے سامنے پیش فرماتے اور صحابۂ کرامؓ آپ کو دیکھ کر ویسا ہی عمل کرتے، مثلاً جب نماز کا حکم نازل ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے سامنے نماز ادا فرمائی اور حکم دیا:

''تم اس طرح نماز ادا کرو جس طرح تم نے مجھے نماز ادا کرتے دیکھا۔''

اور جب حج فرض ہوا تو آپ بہ نفس نفیس خود تشریف لے گئے اور اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر ارکان حج ادا فرمائے، تا کہ ہر شخص آپ کو آسانی سے دیکھ سکے اور آپ کے افعال کا مشاہدہ کر سکے اور اعلان فرمایا:

''مجھ سے اپنے حج کے احکام سیکھ لو۔''

اسی طرح بقیہ احکام کو آپ نے عملی شکل میں پیش فرمایا۔

نصوص کی تشریح:

قرآن کریم کی آیات کو یاد کرانے کے بعد آپ ان کی تشریح بھی فرماتے تھے۔ اگر وہ تشریح طلب ہوتیں اور اگر ان کا تعلق عمل سے ہوتا تو عمل سے اس کی تشریح فرماتے؛ چناں چہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

’’اور جو لوگ ایمان لے آئے اور نہیں ملایا انھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو، انھی کے لئے امن ہے اور وہی لوگ ہیں سیدھی راہ پر۔‘‘ (انعام)

تو صحابہ کرامؓ پریشان ہوئے اور عرض کیا: ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ کیا ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ ظلم سے مراد یہاں شرک ہے، وہ معنی نہیں جو تم مراد لے رہے ہو، پھر یہ آیت آپ نے پڑھی: ’’ان الشرک لظلم عظیم‘‘ (بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے)۔

سوال و جواب کے ذریعہ تعلیم:

آپ کے پاس کوئی شخص آتا، کبھی حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں آتے اور آپ سے سوالات کرتے اور آپ ان کا جواب دیتے یہ سب منظر صحابہ کرامؓ کی مجلس میں پیش ہوتا، وہ اسے دیکھتے اور سنتے، اس طریقہ تعلیم میں طالب علم کی پوری توجہ علم کی طرف رہتی ہے اور وہ جوابات کو شوق اور بے چینی سے سنتا ہے اور حدیث جبرئیل اس کی واضح مثال ہے۔

تعلیم بذریعہ سوالات:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی صحابی یا بہت سے صحابہ کے سامنے کوئی ایک سوال یا متعدد سوالات پیش فرماتے، پھر ان سے جواب سنتے، اگر جواب صحیح ہوتا تو اس کی تحسین فرماتے اور اگر صحیح نہ ہوتا تو صحیح جواب کی طرف راہ نمائی فرماتے، جیسے آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کا گورنر اور قاضی بنا کر بھیجا تو آپ نے ان سے کئی سوالات کیے اور ان کے صحیح جوابات پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

تعلیم بذریعہ اقرار و ارشاد:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی مسلمان کو کوئی کام کرتا دیکھتے، اگر وہ صحیح ہوتا تو اسے برقرار رکھتے اور اگر صحیح نہ ہوتا تو صحیح بات کی طرف اس کی راہ نمائی فرماتے، جیسے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سفر کی حالت میں سخت سرد رات میں گرم پانی نہ ملنے کی وجہ سے غسل جنابت کے بجائے تیمم کرلیا اور نماز پڑھی اور آپ نے ان کو اس پر برقرار رکھا۔

تعلیم بذریعہ رسم و نقشہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کی تعلیم کے وقت بعض امور کو واضح کرنے کے لئے کبھی رسم اور نقشہ سے کام لیتے تھے۔ ایک بار آپ نے ایک مربع خط کھینچا اور ایک خط اس مربع خط کے درمیان کھینچا اور اس خط کے دائیں بائیں مختلف خطوط کھینچے اور ایک خط مربع خط سے باہر کھینچا، پھر آپ نے فرمایا: ’’جانتے ہو یہ کیا چیز ہے؟‘‘ سب نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ درمیانہ خط انسان کی مثال ہے۔ اس خط کے دائیں بائیں چھوٹے چھوٹے خطوط وہ عوارض ہیں جو انسان کو پیش آتے رہتے ہیں، ایک سے اگر چھوٹ گیا تو دوسرا اسے پکڑ لیتا ہے اور مربع خط انسان کی اجل ہے، جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور جو خط باہر جارہا ہے یہ اس کی امیدیں ہیں۔

تعلیم بذریعہ ضرب الامثال:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم و تربیت اس طرح بھی فرماتے تھے کہ مسلمانوں کو کسی درپیش مسئلہ میں جس میں، ابھی تک کوئی حکم بذریعہ وحی نازل نہ ہوتا، صحابہ کے سامنے حل کے لئے پیش فرماتے۔ قرآن کریم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم دیا تھا۔ ’’آپ ان سے مشورہ کرتے رہیے۔‘‘ اس معاملہ میں صحابہ کرامؓ اپنی اپنی رائے کا اظہار فرماتے اور آپ آخر میں جو صحیح رائے ہوتی اس کی تائید فرماتے یا صحیح رائے کی طرف راہ نمائی فرماتے۔ اس طرح آپ نے صحابہ کرامؓ کو عملی تربیت اس بات کی دے دی کہ آئندہ امت کو درپیش مسائل کا حل کس طرح کریں۔ اسی کو قرآن کریم نے ایک اصول اور قاعدہ کے طور پر یوں بیان فرمادیا ہے۔

’’اور ان کے معاملات آپس میں مشورے سے طے ہوتے ہیں۔‘‘ مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مسلمانوں کو ایک مسئلہ یہ درپیش ہوا کہ نماز کے وقت مسلمانوں کو مسجد میں کس طرح بلایا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی مجلس میں یہ معاملہ پیش فرمایا، غور و فکر شروع ہوا، کسی نے گھنٹی بجانے کا مشورہ دیا، بعض نے ناقوس بجانے کا اور بعض نے آگ وغیرہ جلانے کا؛ لیکن آپ نے یہ کہہ کر ان آراء کو مسترد کردیا کہ یہ غیر مسلموں کے شعار ہیں، آخر میں جب حضرت عبداللہ بن زید اور دوسرے صحابہ نے خواب میں موجودہ اذان سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برقرار رکھا اور فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور حق ہے۔ (باقی صفحہ ۷ پر)

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

سادگی و زہد کے پیکر، یادگارِ اکابر، سرپرست جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے خلیفہ و جانشین اور اکلوتے بیٹے مولانا محمد طلحہ کاندھلویؒ ۱۰رذوالحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۲راگست ۲۰۱۹ء بہ روز پیر عید الاضحیٰ کے دن دوپہر پونے تین بجے میرٹھ کے آنند اسپتال میں تقریباً اٹھتر برس کی زاہدانہ زندگی گزار کر واصل بحق ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اسی دن شب میں ٹھیک گیارہ بجے قبرستان حاجی شاہ کمال سہارنپور کے وسیع میدان میں حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی صاحب کی اقتداء میں ہزار ہا ہزار افراد نے جنازہ کی نماز ادا کی اور پھر وہیں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

حضرت مولانا کا سانحۂ ارتحال اس دور قحط الرجال میں عوام وخواص سب کے لئے بڑا خسارہ ہے۔

آپ نے اس مادّی دور میں دنیا سے بے رغبتی اور رجوع الی اللہ کی جو نظیر پیش کی ہے، وہ بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے، ہر دم فکر آخرت میں مستغرق رہ کر ذکر الٰہی سے زبان کو سرشار رکھنا آپ کا محبوب وطیرہ تھا، بلا شبہ آپ کی رحلت مجالس ذکر کو سونا کرگئی۔

آپ نے بڑی خوش اُسلوبی کے ساتھ اپنے والد بزرگوار کے حلقہ ارادت کو نہ صرف سنبھالا، بل کہ وسعت دی اور ان کی دینی رہنمائی و تربیت کا عظیم فریضہ انجام دیا۔

آپ خود بھی متبع سنت تھے اور دوسروں کو بھی سنت ہی پر عامل دیکھنا پسند کرتے تھے،

مولانا سیّد محمد عفان منصور پوری

خلاف سنت وضع قطع اختیار کرنے پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے، بعض لوگوں کو آپ کا یہ عمل ناگوار بھی گزرتا لیکن بہت سے لوگوں کی زندگیوں میں یہ بروقت تنبیہ دینی انقلاب کا باعث بن جاتی۔

خانوادۂ مدنی سے آپ کو بڑی قربت تھی اس لئے کہ آپ نے اپنے والد محترم اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ دیرینہ مراسم اور گھر جیسے تعلقات کو خود دیکھا تھا۔ آپ کے گھر میں بچپن ہی سے ہمیں جانا یاد ہے، ابتداء میں کبھی حضرت والد محترم مولانا سیّد محمد عثمان منصور پوری مدظلہ کے ہمراہ تو کبھی برادر بزرگوار مفتی سیّد محمد سلمان منصور پوری دام اقبالہ کے ساتھ جب بھی حاضری ہوئی، غیر معمولی تعلق کا آپ نے مظاہرہ فرمایا، پہلے سے آنے کی اطلاع ہو جاتی تو فون کرکے معلوم کرتے رہتے کہ کہاں پہنچے ہو؟ ہر مرتبہ پُر تکلف ناشتہ کا اہتمام فرماتے، کھانے کا وقت ہوتا تو مجال ہے کہ بغیر کھانا کھائے چلے آئیں، اگر کسی اور کے یہاں کھانے کا وعدہ کر لیتے تو ناراضی کا اظہار فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ تمہارے نانا سہارنپور میں کچے گھر کے علاوہ کہیں مہمان نہیں بنتے تھے، اس لئے جب بھی آؤ، اپنے گھر کی طرح کھانا یہیں کھاؤ، واپسی کے وقت اکثر و بیشتر کتب خانہ یحیوی کی مطبوعہ کتب، نقدی، عطر یا کوئی اور چیز بڑی محبت کے ساتھ بہ طور ہدیہ عنایت فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے۔

گزشتہ سالوں میں کتب خانہ کے قیام اور بکری پالنے کی بڑی ترغیب دیتے تھے، اس کے طریقۂ کار کو سمجھاتے اور فوائد کا تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے، متعدد مرتبہ باقاعدہ فون کرکے اس سلسلہ میں پیش قدمی کرنے کی ہدایت بھی دی اپنے ممکنہ تعاون کا بھرپور یقین دلایا، لیکن ہماری طرف سے سستی رہی اور ان دونوں کاموں میں سے کچھ بھی نہ ہوسکا۔

خاکسار کی مجلس نکاح میں خسر محترم حضرت مولانا سیّد رشید الدین حمیدیؒ کی خاص دعوت پر آپ کی مرادآباد تشریف آوری ہوئی، بعد فراغت نکاح مجھے ایک طرف کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ نکاح کے بعد مجھے حضرت والد صاحب (شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) نے ایک نصیحت فرمائی تھی، میں نے اس پر عمل کیا اور اس کے فوائد محسوس کئے، میں تمہیں بھی وہی بتانا چاہتا ہوں، نصیحت یہ ہے کہ: جب اہلیہ سے ملاقات ہو تو اوّلاً دو رکعت

نفل نماز اس طرح پڑھنا کہ تم امام ہو اور بیوی مقتدی، بعد ازاں دونوں رشتے کے مبارک ہونے اور جملہ خیرات و برکات کے سلسلہ میں دعاء کرنا، ان شاء اللہ بہت نفع ہوگا، بندہ نے اس پر عمل کیا اور اس کے خوشگوار اثرات آج تک باقی ہیں اور ان شاء اللہ باقی رہیں گے۔

حضرت مولاناؒ اپنی معصومیت، بے نفسی، بزرگی اور للّٰہیت کے حوالہ سے ہمیشہ یاد کیے جاتے رہیں گے۔

آپ ”پیر جی“ کے نام سے معروف تھے خود اس لقب کی وجہ بیان فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ اپنے کتب خانہ یحیوی پر بیٹھا کھیل کھیل میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو بیعت کر رہا تھا، اتنے میں حضرت مدنیؒ کا تانگہ آ گیا، حضرت تانگہ سے اترے اور مجھے بیعت کرتے دیکھا تو فرمایا کہ ”مجھے بھی بیعت کر لیں“ میں نے بلا تکلف کہہ دیا کہ آیئے اور حضرت مدنی کو بیعت کر لیا اس کے بعد سے حضرت مدنیؒ مجھے ”پیر صاحب“ ہی کہہ کے پکارتے اور ایک طرح سے یہ میرا لقب بن گیا۔“

خاندان کے چھوٹے بڑے سب آپ کو ”ماموں“ کہا کرتے تھے، ممانی سے آپ کو بڑا لگاؤ تھا اور ان کا بہت خیال بھی رکھتے تھے، وہ مولانا افتخار الحسن کاندھلویؒ کی بیٹی تھیں، تقریباً سوا برس پہلے ان کے وصال کے بعد سے تو بہت ٹوٹ گئے تھے اور خاموش خاموش رہنے لگے تھے۔

ممانی جو خود ولی صفت خاتون تھیں، ضعیفی اور معذوری کے باوجود ماموں کی پوری نگرانی اور ان کی ضروریات کا بھرپور خیال رکھتی تھیں، وقت پر دوا کھلانا، پرہیزی کھانے کا انتظام کرنا، ان کی صحت کا خیال رکھنا وغیرہ، متعدد مرتبہ ایسا ہوا کہ باہر مجلس لگی ہوئی ہے، حضرت گفتگو فرما رہے ہیں، لوگ گوش بر آواز ہیں، زنان خانہ سے بچیاں آئیں اور دُور کھڑے ہو کر آواز دی: ”ماموں! ممانی کہہ رہی ہیں کہ بیٹھے بیٹھے بہت دیر ہو گئی ہے، آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں، آرام کر لیں“ حضرت مسکراتے ہوئے جواب دیتے اچھا کہہ دو آرام کر رہے ہیں، پھر کبھی لیٹ جاتے اور کبھی نیم دراز ہو جاتے۔ اللہ اکبر! آپسی تعلق اور احترام کی یہ مثالیں کہاں ملتی ہیں؟

باری تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور صدیقین و صالحین کے زمرے میں شامل فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

بقیہ:......دستور تعلیم

غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کی تعلیم میں وہ تمام اسالیب اختیار فرمائے جو مفید سے مفید تر ہو سکتے ہیں اور آج کے اس ترقی کے دور میں اس سے بہتر کوئی علمی ادارہ نیا اسلوب نہیں پیش کر سکا۔

ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ ایک معلم اور استاد کا اسلام میں کیا مقام ہے؟ معلّمین حضرات حقیقت میں انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہیں (العلماء ورثۃ الانبیاء) اور اس مرتبۂ عظیم کے ساتھ عظیم تر ذمہ داریاں بھی انھیں پر عائد ہوتی ہیں۔

اس لئے ہم اس ماہ مبارک میں صدق دل سے یہ عہد کریں کہ ہم اپنے اندر وہ تمام صفات پیدا کریں گے جو ایک معلم کامل میں مطلوب ہیں اور اپنے سامنے ہمیشہ معلم کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بہ طور معیار کے رکھیں گے۔

ہم ان اوصاف کو اپناتے ہوئے اپنی علمی درس گاہوں کا معیار بلند کریں، ہمارے اسکولز، ہماری یونی ورسٹیاں، ہمارے علمی ادارے، اپنے تعلیمی معیار میں، تربیتی اعتبار سے، نظام کے اعتبار سے، اخلاق کے اعتبار سے، وقار کے اعتبار سے، صفائی کے اعتبار سے، نظامت کے اعتبار سے اتنے بلند ہوں کہ طلبہ ان کی طرف کھینچے ہوئے آئیں اور کسی دوسری طرف اپنا رُخ نہ کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ جب تم کوئی کام کرو تو اسے خوش اسلوبی سے کرو۔“

ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر ہماری کوتاہیوں سے ہمارے علمی اداروں کا معیار تعلیم پست ہوا اور ہمارے بچوں نے غیر مسلموں کے تعلیمی اداروں کا رخ کیا اور اس کے نتیجہ میں وہ اپنے دین سے منحرف ہوئے اور اپنے قومی اور وطنی جذبہ سے محروم ہوئے تو اس کی ذمہ داری اور اس کا وبال سب پر پڑے گا اور اس کا جواب ہمیں کل اللہ کے سامنے دینا ہوگا اور اس ذمہ داری کا احساس ہر فرد کو ہونا چاہئے، خصوصاً تعلیمی اداروں کے ذمہ دار حضرات اور وزارت تعلیم کے سرکردہ افراد کو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خصوصاً تعلیمی میدان میں کام کرنے والوں اور اساتذہ و معلّمین کو، معلم کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

فوج کے سپہ سالار اور مدارس کے طلبا

۱۸؍ ذوالحجہ ۱۴۴۰ھ (۲۰؍اگست ۲۰۱۹ء) بروز منگل افواج پاکستان کے سپہ سالار جنرل قمر جاوید باجوہ نے جی ایچ کیو میں منعقدہ ایک تقریب میں مدارسِ دینیہ کے ان طلبا و طالبات سے ملاقات کی جنہوں نے میٹرک وانٹرمیڈیٹ کے امتحانات میں مختلف امتحانی بورڈز سے پوزیشنیں حاصل کی تھیں تقریب میں ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے بارہ اور رابطہ المدارس کے ایک طالب علم کو اعزازی شیلڈز اور انعامات دیئے گئے۔ افواج پاکستان کے سپہ سالار کی طرف سے دینی مدارس کے طلبا کے اعزاز میں حوصلہ افزائی کی یہ تقریب اس اعتبار سے منفرد تھی کہ پاکستان کی تاریخ میں اس کی پہلے کوئی مثال موجود نہیں۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم کو بھی اعزازی شیلڈ دی گئی۔ اس موقع پر جنرل صاحب نے اتحاد تنظیمات مدارس، وفاق المدارس العربیہ اور متعلقہ مدارس کے ذمہ داران کو خراج تحسین پیش کیا اور انعام حاصل کرنے والے طلبا کے والدین کو مبارک باد دی، جنرل صاحب نے طلبا و طالبات کو ملک وملت کی خدمت کرنے اور مثالی معاشرے کے قیام کے لئے کردار ادا کرنے کی بھی ترغیب دی۔

دینی مدارس کے طلبا کی اس حوصلہ افزائی اور پذیرائی کو بالعموم تحسین وستائش کی نظر سے دیکھا گیا، ہمارے ہاں طبقاتی نظام تعلیم میں دینی طلبا کا نام اور مقام سب سے آخر میں ہوتا ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ انگلش لٹریچر، فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، میڈیکل سائنس، انجینئرنگ اور کمپیوٹر

حضرت مولانا محمد ازہر مدظلہ

سائنسز کو ''علم'' کہنے والے قرآن وسنت اور شریعت اسلامیہ کے طلبا کو ''طالب علم'' ہی نہ سمجھتے ہوں۔ ان حالات میں ملک کی عسکری قیادت کا دینی مدارس کی تعلیمی وتدریسی خدمات کا اعتراف کرنا، ان کی حوصلہ افزائی کرنا اور انعامات دینا اکثر اہلِ نظر کے نزدیک امید افزا ہے۔

تاہم بعض حضرات نے اس پر کچھ خدشات کا اظہار کیا ہے اور کچھ سوالات اٹھائے ہیں۔ جامعہ تراث الاسلام کراچی کے مدیر اور معروف ادیب برادر عزیز مولانا ابن الحسن عباسی نے یہ سوالات و خدشات براہِ راست وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم کے سامنے رکھے۔ عباسی صاحب کے تمہیدی کلمات سوالات اور حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کے جوابات نذر قارئین ہیں، ہماری رائے میں بنیادی سوالات کے جواب اس تحریر میں موجود ہیں۔ (وفیہ کفایۃ لمن کانت لہ درایۃ)

''فوج کے سپہ سالار قمر جاوید باجوہ صاحب نے ۲۰؍اگست کو جی ایچ کیو میں دینی مدارس کے طلبا وطالبات کو اعزازیہ دیا، انہیں توصیفی اسناد اور انعامات دیئے۔ یہ وہ طلبا تھے جنہوں نے ملک کے اندر عصری تعلیم کے مختلف تعلیمی بورڈز میں پوزیشنز حاصل کیں، اس میں دینی مدارس کے تیرہ طلبا وطالبات کو شرکت کا موقع ملا۔ وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ، ذمہ داران اور متعلقہ مدارس کے بعض اساتذہ نے بھی شرکت کی، اس اعزازیہ تقریب پر سوشل میڈیا میں بعض حلقوں کی طرف سے تنقید ہورہی ہے، کہا جارہا ہے کہ سپہ سالار کی طرف سے دینی مدارس کے طلبا و طالبات کو انعامات دینی تعلیم کے حصول پر نہیں بلکہ عصری تعلیم کی پوزیشنوں پر دیئے گئے ہیں، یہ مدارس کی حوصلہ افزائی تو نہ ہوئی بلکہ مدارس کے طلبا کی دنیاوی تعلیم کی اس طرح حوصلہ افزائی اپنے اندر دینی تعلیم کی حوصلہ شکنی کا ایک پہلو رکھتی ہے کہ اصل کام تو یہ دنیاوی تعلیم ہے، دینی تعلیم کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ بھی کہا جارہا ہے کہ طالبات کی اس میں شرکت مدارس کے بنیادی پیغام کے خلاف ہے، خواتین کا انعامات کے حصول کے لئے اس طرح سفر کرنا ''پسندیدہ نہیں، یہ تنقید بھی کی جارہی ہے کہ وفاق کی قیادت نے اس موقع پر ایجنسیوں اور سرکاری

اہل کاروں کی طرف سے مدارس کو ہراساں کرنے چھاپوں پر ایف آئی آر کاٹنے، گرفتار کرنے اور انہیں بے جا تنگ کرنے کے لئے آواز نہیں اٹھائی، اس موقع کو غنیمت جان کر اس ریاستی دہشت گردی کے خلاف صدا بلند کرنی چاہئے تھی، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ مدارس کے طلبا و طالبات کو سپہ سالار نے بلا کر حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کے خلاف ایک بڑی مذہبی سیاسی جماعت کی تحریک میں مدارس کارڈ کھیلنے کی راہ بند کرنے کی کوشش کی۔“

۲۳ راگست ۲۰۱۹ء کو مغرب کے بعد وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب سے نشست ہوئی، ان تمام سوالات کے جوابات میں انہوں نے فرمایا:

”۱۶ر جولائی ۲۰۱۹ء کو آرمی چیف جنرل قمر باجوہ صاحب سے ہماری ملاقات ہوئی، جس میں انہوں نے دیگر باتوں کے علاوہ ایک بات یہ کی کہ مدارس اور علماء کرام کو چاہئے کہ دنیاوی علوم کی طرف بھی توجہ دیں اور اس کی اہمیت کو سمجھیں، اس پر میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے اکابر علماء نے دنیاوی تعلیم کی اہمیت سے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ دینی مدارس کے قیام کے ساتھ ساتھ انہوں نے دنیاوی اور عصری تعلیم کے ادارے بھی قائم کئے، چنانچہ میرے دادا حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے ۱۹۴۷ء میں جب یہاں ملتان میں خیر المدارس قائم کیا تو اس کے ساتھ ایک پرائمری اسکول بھی قائم کیا جو پچیس سال سے زیادہ عرصہ چلتا رہا اور پھر بھٹو صاحب نے ستر کی دہائی میں اسے قومیایا دارالعلوم کبیر والا کے بانی حضرت مولانا عبدالخالقؒ نے مدرسہ کے ساتھ ساتھ ایک ہائی اسکول بھی قائم کیا، دارالعلوم کراچی کے بانی حضرت مفتی محمد شفیعؒ نے بھی ایک اسکول قائم کیا جو آج تک چل رہا ہے اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بانی حضرت مولانا عبدالحقؒ نے مدرسہ کے قیام سے دس سال قبل اکوڑہ میں ۱۹۳۷ء میں ایک ہائی اسکول بنایا جس کی بنیاد شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے رکھی جو آج تک چل رہا ہے۔ یہ تو میں اکابر کی بات کر رہا ہوں، ظاہر ہے دنیاوی علوم کی اہمیت ان کے ہاں تھی، اس لئے تو انہوں نے اسکول قائم کئے اور بلاشبہ آج بھی ملک کے طول وعرض میں ہزاروں ایسے اسکول ہیں جو مدارس کے علماء نے قائم کئے اور ان کی نگرانی میں چل رہے ہیں۔ وفاق المدارس نے بھی دنیاوی علوم کے حصول کی طرف بقدر ضرورت توجہ دی ہے۔ اس سال مدارس ہی کے طلبا نے ملک کے چاروں صوبوں میں عصری تعلیم کے امتحانی بورڈز میں پوزیشنیں حاصل کیں، چنانچہ اس سال میٹرک کے نتائج کے مطابق ملتان بورڈ میں پانچ پوزیشنیں، ڈیرہ غازی خان بورڈ میں پہلی پوزیشن، بہاول پور بورڈ میں دوسری اور تیسری پوزیشن، فیصل آباد بورڈ میں تیسری پوزیشن، پشاور بورڈ میں پہلی پوزیشن اور کراچی بورڈ میں تینوں پوزیشنیں وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحق مدارس کے طلبا نے حاصل کیں۔

یہ تفصیل سن کر آرمی چیف کو خوشگوار حیرت ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ یہ میرے علم میں نہیں، چنانچہ ان کے ادارے نے عصری تعلیم میں پوزیشنیں لینے والے دینی مدارس کے طلبا و طالبات کی فہرست وفاق المدارس سے مانگی جو انہیں مہیا کی گئی، ان کی حوصلہ افزائی اور اعزاز میں خود سپہ سالار نے تقریب رکھی اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار انہیں ایک سپہ سالار نے توصیفی اسناد عطا کیں، جی ایچ کیو میں انعامات دیئے، منفی پہلو ہر چیز میں تلاش کئے جاسکتے ہیں اور بے جا تنقید کرنے کے ہزار حوالے ہیں، اس سے کسی کو روکا نہیں جاسکتا، جی ایچ کیو کے اندر دینی مدارس کے طلبا و طالبات کے اعزاز میں آرمی چیف کی طرف سے منعقدہ تقریب میں مدارس کے لئے خیر کے کئی پہلو ہیں، ایک تو قومی دھارے میں شامل ہونے کے باوجود، مدارس کے اس سے الگ رہنے کا جو پروپیگنڈا کیا جارہا ہے، ملک کی اعلیٰ سطح کی اس تقریب سے اس پروپیگنڈا کی نفی ہوئی اور ملک کے کئی اداروں اور عوام کے سامنے یہ حقیقت اجاگر ہوئی کہ مدارس دونوں میدانوں میں اپنی بساط کے مطابق کام کر رہے ہیں، اس سے مدارس کی طرف رجوع بھی بڑھے گا اور رائے عامہ میں اچھا تاثر قائم ہوگا، کئی مخالفین، مدارس پر دہشت گردی کے الزام کی تشہیر میں لگے رہتے ہیں، افواج پاکستان کے سالار کے ساتھ ان طلبا و طالبات کے اعزاز نے ان پر بھی ضرب لگائی۔

طالبات شرعی اصول کے مطابق اپنے

محرم اور والدین کے ساتھ سفر کرکے اس تقریب میں شریک ہوئیں اور اس سے مدارس کا یہ مثبت پیغام، ملک بھر میں گیا کہ مدارس صرف طلبا نہیں بلکہ طالبات اور خواتین کی دینی اور دنیاوی تعلیم کا بھی ایک قابل اعتماد نظم رکھتے ہیں، یہاں یہ بات بھی قابل توجہ رہے کہ یہ اعزاز صرف دنیاوی تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی غرض سے نہیں تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ ان طلبا و طالبات نے دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم میں امتیاز حاصل کیا، دونوں کو جمع کیا اور دونوں میدانوں میں آگے رہے، اس لئے جی ایچ کیو میں دینی مدارس کے طلبا و طالبات کی حوصلہ افزائی اور اعزاز میں منعقدہ یہ تقریب مدارس اور اہل مدارس کے لئے ہر حوالے سے ان شاء اللہ! خیر کا باعث بنے گی، باقی یہ کہ وفاق المدارس کی قیادت نے اس موقع پر مدارس کی مشکلات کے لئے آواز نہیں اٹھائی درست نہیں، جیسا کہ میں نے کہا، یہ تقریب آرمی چیف کے ساتھ ۱۶ر جولائی ۲۰۱۹ء کی ملاقات میں مدارس کے لئے آواز اٹھانے ہی کے نتیجے میں منعقد ہوئی، ہم نے انہیں باخبر کیا کہ مدارس دونوں میدانوں میں کام کررہے ہیں، ان کا اصل مقصد اور ہدف تو دینی تعلیم ہے لیکن دنیاوی تعلیم پر بھی بقدر ضرورت بھرپور توجہ دی جاتی ہے۔ اس طرح کی تقریبات سے مدارس کے خلاف جب پروپیگنڈا کا زور ٹوٹے گا اور ان کا اصل کردار سامنے آئے گا تو بہت سی مشکلات میں کمی واقع ہوگی۔ یہ تھا اس گفتگو کا حاصل جو ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب نے اس تقریب سے متعلق ارشاد فرمائی، اللہ تعالیٰ اس تقریب کو مدارس کیلئے خیر کا ذریعہ بنائیں، آمین۔"

تقسیم انعامات کی اس تقریب سے حسب روایت جنرل قمر جاوید باجوہ صاحب نے خطاب بھی فرمایا، اپنے خطاب میں انہوں نے مدارس کے طلبا کے بارے میں نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مدارس کے طلبا کو ملک و ملت کی بھرپور خدمت اور مثالی معاشرہ تشکیل دینے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ مزید فرمایا جب آپ مدارس کے لوگ اے سی، ڈی سی لگیں گے تو انصاف قائم ہوگا اور صحیح معنوں میں مدینہ کی ریاست قائم ہوگی۔

جنرل صاحب کا خلوص اپنی جگہ مگر ہماری ناچیز رائے میں اہل مدارس کے اے سی، ڈی سی لگنے تک تو شاید ۲۰، ۲۵ سال اور گزر جائیں گے اور ملک اور قوم جو پہلے ہی تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے معلوم نہیں اس وقت کس حال میں ہوگی، کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ مولویوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر موجودہ اے سیوں، ڈی سیوں کو تا فرض شناس، دیانت دار منصف مزاج، خدا ترس اور محب وطن بنادیا جائے کہ وہ اس ملک کو حقیقی معنوں میں ریاست مدینہ بنادیں۔ جنرل باجوہ صاحب اس طرف جتنی جلد توجہ فرمائیں گے قوم کے حق میں اتنا ہی مفید ہوگا۔

محترم جنرل صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ: "آپ لوگوں کو احساس ہوگا کہ غلط کام کرنے پر ہمیں آخرت میں جواب دہ ہونا پڑے گا۔" عرض یہ ہے کہ آپ کا در دِل قابل تعریف ہے لیکن کیا ہمارے غم خواروں نے کبھی اس پر غور فرمایا کہ ان کے تعلیمی اداروں سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں ایسے افراد کیوں نکل رہے ہیں جو فکرِ آخرت اور جواب دہی کے احساس سے محروم ہیں؟ ہمارے حکمرانوں اور بیوروکریٹس کی کھربوں کی کرپشن سامنے آرہی ہے۔ انہی لوگوں کی لوٹ مار، ڈاکا زنی اور قومی خزانے کو شیر مادر سمجھنے کی وجہ سے ملک دیوالیہ ہونے کے قریب ہے۔ آج عام آدمی نان جویں کا محتاج ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اقتدار و اختیار کے ایوانوں میں براجمان افراد خوف خدا اور فکرِ آخرت سے عاری ہیں۔

عصری تعلیمی اداروں پر حکومت کھربوں روپے سالانہ خرچ کرتی ہے، اگر وہاں سے مطلوب افراد پیدا نہیں ہورہے تو پھر ہم کم فہموں کے نزدیک مدارس کی بہ نسبت ہمارے کالج اور یونیورسٹیاں اس عنایت کی زیادہ مستحق ہیں کہ وہاں تعلیم کے ساتھ کردار سازی پر توجہ دے کر ایسے افراد پیدا کئے جائیں جن کے دلوں میں ملک کی محبت اور خلقِ خدا کی خدمت اور آخرت میں جوابدہی کا احساس ہو۔

محترم جنرل صاحب نے دینی مدارس کے طلبا کے لئے فکری مندی کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ میں چاہتا ہوں آپ ملک کی باگ ڈور سنبھالیں، حکومت کریں، قانون، اکنامکس، معاشیات اور نفسیات کے مضامین پڑھیں، بینک میں کام کرکے سودی نظام کے خاتمے کے لئے کردار ادا کریں۔

مدارس کے طلبا کے لئے جنرل صاحب کا یہ بے پناہ خلوص اور فکرمندی یقیناً نیک نیتی پر مبنی

ہوئی تاہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم یہ ضرور عرض کریں گے کہ ’’پی ایچ ڈی‘‘ آخری تعلیمی ڈگری ہے، اس وقت ملک میں ۸۱۲ پی ایچ ڈی ڈاکٹرز بے روزگار ہیں، سائنسز میں ۴۲۶، سوشل سائنسز میں ۲۰۵ اور آرٹس میں ۱۸۱ پی ایچ ڈی بے روزگار ہیں۔ ۵۰ فیصد لیڈی ڈاکٹرز پریکٹس نہیں کررہی ہیں، پنجاب میں اسکول جانے کی عمر والے تقریباً ۳۸ فیصد، سندھ میں ۴۸ فیصد اور بلوچستان میں ۵۵ فیصد بچے اسکول نہیں جاتے۔ حالت یہ ہے کہ سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک نے پاکستان کے برسوں پرانے پوسٹ گریجویٹ ڈگری پروگرام ایم ایس (ماسٹر آف سرجری) اور ایم ڈی (ڈاکٹر آف میڈیسن) کو مسترد کردیا ہے۔ ۲۰۱۶ء میں ہسپتالوں کی رینکنگ کے عالمی ادارے ’’رینکنگ ویب آف ہاسپٹلز‘‘ کے ہسپتالوں کی رینکنگ جاری کی، جس کے مطابق پاکستان کا کوئی سرکاری ہسپتال دنیا کے ساڑھے پانچ ہزار بہترین ہسپتالوں میں شامل نہیں۔

ہر چھ ماہ میں انجینئرز کا بیج نکل رہا ہے جن کی مارکیٹ میں کوئی کھپت نہیں، پاکستان میں صرف ۳۹ فیصد نوجوانوں کو روزگار کے مواقع حاصل ہیں۔ ۷۷ فیصد افراد روزگار کی خاطر تعلیم ادھوری چھوڑ دیتے ہیں۔ لوگ روزگار کی وجہ سے ملک چھوڑ رہے ہیں، حالیہ دس برسوں میں ۴۰ ہزار سے زائد انجینئرز، ۱۳ ہزار سے زائد ڈاکٹرز، ۷ ہزار اساتذہ، اڑھائی لاکھ ٹیکنیشن اور ۳۸ ہزار مینجمنٹ کے شعبہ سے وابستہ افراد ملک چھوڑ چکے ہیں۔ اختصار کے ساتھ یہ چند اعداد و شمار ہماری رائے میں مدارس کی نسبت آپ کی فکرمندی اور دلچسپی کے زیادہ مستحق ہیں، اس لئے کہ مدارس پر تو آپ کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا، اس کے بالمقابل جن اداروں پر کھربوں کا بجٹ لگ رہا ہے ان سے نکلنے والے یا بددیانت ہوتے ہیں یا بے روزگار، کیا یہ صورت حال اس بات کی متقاضی نہیں کہ آپ مدارس کی بجائے ریاستی تعلیمی اداروں کی حالت زار کی طرف توجہ مبذول فرمائیں۔

یہ چند باتیں بے ساختہ نوکِ قلم پر آگئیں ہم بہر حال سپہ سالارِ افواجِ پاکستان کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے دینی مدارس اور ان کے طلبا کو کسی زاویے سے سہی، لائق التفات تو سمجھا۔

حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل، نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ (بشکریہ ماہنامہ ’’الخیر‘‘ ملتان، ستمبر ۲۰۱۹ء)

تحفظ ختم نبوت تربیتی کورسز، لانڈھی ٹاؤن

کراچی (محمد عبدالوہاب پشاوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ لانڈھی ٹاؤن کے زیر اہتمام خواتین کے لئے تین مختلف مقامات پر تحفظ ختم نبوت تربیتی کورسز رکھے گئے۔

پہلا کورس:......۱۷ تا ۱۹ اگست بروز ہفتہ سے پیر مدرسہ امیر حمزہ للبنات حسن پھنور گوٹھ نزد اقصیٰ مسجد میں رکھا گیا، جس میں مولانا مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر)، مفتی محمد عادل غنی (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع کورنگی)، مفتی سمیع الحق (مدرس جامعہ تحفیظ القرآن شیرپاؤ کالونی)، مولانا احسن راجہ الحسینی (امام وخطیب جامع مسجد طیبہ قائد آباد) اور راقم الحروف نے عقیدۂ ختم نبوت پر بیانات کئے۔

دوسرا کورس:......۲۰ تا ۲۳ اگست بروز منگل سے جمعرات صبح ۱۰ سے ۱۲ بجے تک جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات مانسہرہ کالونی میں رکھا گیا، جس میں مولانا قاضی احسان احمد (مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)، مولانا عبدالحی مطمئن (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی) مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ، مفتی محمد عادل غنی، مولانا احسن راجہ الحسینی اور راقم الحروف نے رد قادیانیت پر درس دیئے۔

تیسرا کورس:......۲۰ تا ۲۳ اگست بروز منگل تا جمعرات دوپہر ۲ سے ساڑھے چار بجے تک جامعہ صفہ للبنات ظفر ٹاؤن میں رکھا گیا، جس میں مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ، مفتی محمد عادل غنی، مولانا محمد طارق محمود قاسمی، مولانا محمد قاسم (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)، مفتی سمیع الحق، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالحی مطمئن اور راقم الحروف نے ختم نبوت کے موضوع پر لیکچر دیئے۔ تینوں کورسز میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں، حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ظہور مہدی علیہ الرضوان، تحفظ ختم نبوت کی برکتیں وفضیلت، تحاریک ختم نبوت، فتنۂ قادیانیت، قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق، قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت، تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، فتنۂ گوہر شاہی، فتنۂ زید حامد جیسے اہم موضوعات پر درس دیئے گئے۔ تمام کورسز میں علاقہ بھر کی خواتین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

قادیانیوں کی بین الاقوامی سازشیں!

جناب محمود راجا، سجاول

قادیانی فتنہ اپنے اصلی روپ میں ۱۹۰۱ء میں ظاہر ہوا جو کہ درحقیقت یہود و نصاریٰ کی پیداوار ہے، جنہوں نے اس کے جنم سے ہی اپنی ازلی اسلام دشمنی کا اس فتنہ سے بڑا سہارا لیا اور اس کی آبیاری کی۔ دارالعلوم دیوبند کے مرشد و مربی حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اس فتنہ کے ظہور سے بہت پہلے وادی بطحا میں بطور کشف اس فتنہ کے ظہور کی پیشینگوئی فرمائی اور علماء امت کی توجہ اس فتنہ کی سرکوبی کی طرف مبذول کروائی۔ اس لئے اس فتنہ کی سرکوبی اور اس فتنہ کے خلاف سب سے زیادہ جدوجہد کرنے والے علماء دیوبند ہی رہے اور قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے میں بنیادی کردار بھی علماء دیوبند اور ان کی جماعت جمعیت علماء اسلام کا رہا اگرچہ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دلوانے میں پاکستان کی دیگر مذہبی و سیاسی جماعتوں کا کردار بھی قابل قدر ہے۔

اب چونکہ یہ فتنہ یہود و نصاریٰ کی پیداوار ہے اور اس کی آبیاری میں بھی یہود و نصاریٰ کا بنیادی کردار ہے، اس لئے قادیانیوں کو جب بھی پاکستان میں تنگی ہوتی ہے یا ان کی مکاریوں کے خلاف قانونی کارروائی ہوتی ہے تو اپنی فریاد بھی اپنے حقیقی آقا برطانیہ اور امریکا کو پہنچاتے ہیں اور جب سے قادیانیوں کو ملک پاکستان اور دیگر ملکی عدالتوں نے غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا ہے اس وقت سے ان کا منہ کالا ہوگیا ہے اور ان کے آقا بھی ان کو دوبارہ مسلمان قرار دینے کے لئے بے چین ہیں۔ یہود و نصاریٰ بھی جانتے ہیں کہ اگر یہ غیرمسلم، یہود و نصاریٰ اور دیگر غیرمسلم اقلیت کی طرح رہے تو ان کی ایک بڑی اسلام کے خلاف سازش کو ناکامی کا خطرہ ہے، اس لئے اب یہود و نصاریٰ اور دیگر طاغوتی قوتیں مل کر پاکستان کی ان آئینی شقوں کو جس میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا ہے ختم کروانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور موجودہ حکومت کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ جلد سے جلد ان آئینی شقوں کو ختم کرکے اپنے آقاؤں سے داد وصول کرے۔ موجودہ حکومت اسی سلسلے میں گومگو کی کیفیت میں مبتلا ہے کہ ایک طرف اپنے آقاؤں کی خوشنودی کا مسئلہ ہے تو دوسری جانب علماء کی جماعت بھی اس مسئلہ کے لئے متحرک ہوچکی ہے اور پورے ملک پاکستان میں ۱۵ ملین مارچ کرکے پورے ملک کے مسلمانوں کو ہوشیار کردیا ہے اور اس سلسلہ میں موجودہ حکومت کے حوصلے خطا ہوچکے ہیں کہ کریں تو کیا کریں؟ پھر بھی موجودہ حکومت اپنے آقاؤں کو راضی کرنے کے لئے بہت کچھ کرچکی ہے، جیسا کہ ناموس رسالت کیس میں سزایافتہ مجرمہ آسیہ مسیح جسے عدالت نے مجرمہ قرار بھی دے دیا تھا کو اپنے آقاؤں کے حکم پر آزاد کرکے خوش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب ایک اور کارنامہ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کا انجام دیا ہے وہ یہ کہ عبدالشکور قادیانی نامی شخص جو کہ چناب نگر (ربوہ) کا رہائشی ہے اور قادیانی جماعت کے شعبہ انفارمیشن کا سیکریٹری بھی ہے اور یہ عبدالشکور قادیانی وہ ہے جو کہ چناب نگر میں انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی طرف سے شائع کردہ ممنوعہ کتابوں کی فروخت کرنے کے جرم میں دسمبر ۲۰۱۵ء میں سیکورٹی فورسز کے ہاتھوں گرفتار ہوچکا ہے، اس کی دکان پر چھاپہ مارا گیا تو توہین رسالت پر مبنی چھپا ہوا مواد اور ممنوعہ قادیانی کتابیں بھی برآمد ہوئیں اور اس چھاپہ کی نہ صرف لی گئی تصاویر ریکارڈ کا حصہ ہے بلکہ اس قادیانی عبدالشکور کی دکان سے جو متنازعہ کتابیں برآمد ہوئی ہیں ان میں کشتی نوح، ایک غلطی کا ازالہ، تفسیر صغیر، تذکرۃ المہدی، جماعت احمدیہ کا تعارف، رسالہ الفرقان کے علاوہ بھی دیگر ممنوعہ قادیانی

کتابیں اور توہین آمیز کتابچے بھی شامل ہیں اور یہ شخص اس سے قبل بھی توہین آمیز کتابیں فروخت کرنے کے جرم میں جیل میں رہ چکا ہے، اس شخص پر مقدمہ چلا اور اسے انسداد دہشت گردی کے ایکٹ (اے ٹی اے) اور ۸۹ کے تحت ۵ سال اور ۲۹۸-سی کے تحت تین سال (مجموعہ طور پر آٹھ سال) کی سزا بھی سنائی گئی۔ اکتوبر ۲۰۱۸ء میں امریکی کانگریس کی سفارش پر ہیومن رائٹس کمیشن اور عالمی مذہبی آزادی کی تنظیم نے عبدالشکور قادیانی کی رہائی کے لئے آواز اٹھانا شروع کی۔ صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے ۴؍مارچ ۲۰۱۹ء کو اپنے سفیر کے ذریعہ حکومت پاکستان سے عبدالشکور قادیانی کی رہائی کا مطالبہ کیا، پھر دوبارہ بھی یہی مطالبہ ۱۷؍مارچ ۲۰۱۹ء کو کیا گیا۔ بالآخر عبدالشکور قادیانی کو ۲۰؍مارچ ۲۰۱۹ء کو رہا کرکے اپنے آقا کی خدمت میں ایک اور تحفہ پیش کیا گیا اور چند ہفتے قبل مذکورہ قادیانی شخص کو صدر ڈونلڈ ٹرمپ سے بھی ملاقات کا شرف بخشا گیا اور اس ملاقات میں عبدالشکور قادیانی کے ساتھ سلمان تاثیر کا بیٹا شان تاثیر بھی تھا، جس نے مذکورہ قادیانی شخص کی ترجمانی کا کردار ادا کیا اور پاکستان کے خلاف کذب بیانی کی، ہرزہ سرائی کی جس کی ویڈیو کلپ پوری دنیا میں وائرل ہوچکی ہے۔

عبدالشکور قادیانی نے اپنے آقا و مربی ڈونلڈ ٹرمپ کو روتے ہوئے جھوٹی فریاد کی کہ آقا پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے ہیں، پاکستان میں قادیانیوں کے نہ گھر محفوظ ہیں نہ کاروبار، لیکن حقیقت یہ ہے کہ قادیانی کافر نہ تو پاکستان کے آئین کو مانتا ہے اور نہ ہی پاکستان کے قانون کو مانتا ہے بلکہ ہر وقت ملک وملت مسلمہ کے خلاف سازشوں میں مبتلا ہے اور یہ ظالم قادیانی اس ملک میں رہتے ہوئے بھی پاکستان کا وفادار نہیں بلکہ باغی ہے اور قادیانیوں کا مقصد ہی عالمی سطح پر اب ملک کو بدنام کرنا ہے جس کی وجہ سے یہود و نصاریٰ اپنی طاقت کے بل بوتے پر اور عالمی قوتیں اپنی من مانی شرطیں حکومت پاکستان سے منواتے ہیں اور یہ امت مسلمہ کے لئے سوچنے کا مقام ہے جیسا کہ قادیانیوں کی پیداوار اور وجود کا مقصد اسلام اور ملک دشمنی ہے، اس لئے کبھی برطانوی سامراج اور کبھی امریکا سامراج کی قدم بوسی اور احکامات کی وصولی کی جاتی ہے اور پھر پاکستان میں مختلف بحرانوں میں مبتلا موجودہ حکومت پر دباؤ ڈال کر اپنے جھوٹے اور من گھڑت مطالبات منوانے کے لئے اپنے یہود ونصاریٰ آقاؤں کے قدم بقدم کھڑے ہیں اور اب ظاہر اور ننگے ہوچکے ہیں کہ درحقیقت قادیانیوں کے حقیقی آقا یہود ونصاریٰ، امریکا اور برطانیہ ہی ہیں اور قادیانی یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ اپنے آقاؤں کے ذریعہ موجودہ حکومت سے پاکستان کے آئین میں ترمیم کرواکر خود پر کفر کا بدنما داغ اتروائیں گے۔

حالات حاضرہ کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ بین الاقوامی سطح پر امت مسلمہ کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں یہود و نصاریٰ کے بل بوتے پر عروج پر ہیں، جس کے نتیجے میں بین الاقوامی معاہدوں، غیر ملکی امدادوں اور مذاکرات کے دوران مذہبی آزادی کے نام پاکستان پر مختلف پابندی مسلط کی جارہی ہیں اور من مانی شرطیں منوانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے اور قانون توہین رسالت کا معاملہ اس کی واضح مثال ہے، جسے ختم کروانے کے لئے یورپی یونین اور امریکا (یہود ونصاریٰ) ایک آواز ہیں اور امریکا و برطانیہ نے اس وقت قادیانیوں کی سرپرستی کا واضح اعلان کرکے، دینی قوتوں کے خلاف اور دینی مدارس کے خلاف کارروائی کا اشارہ دے دیا ہے، جس پر قادیانیوں کے حلقے میں خوشیوں کے شادیانے بجائے جارہے ہیں اور آج سے چوالیس سال قبل مجلس احرار کے اہم رہنما اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دست راست اور تحریک ختم نبوت کے عظیم سپاہی حضرت شورش کاشمیریؒ نے جو کچھ ’’کرتارپور اور سکھ، قادیانیت گٹھ جوڑ‘‘ کے بارے میں فرمایا تھا وہ من وعن آج سامنے نظر آرہا ہے اور بین الاقوامی، سامراجی قوتیں موجودہ حکومت سے قادیانیوں کا یہ خواب بھی پورا کروانا چاہتی ہے اور موجودہ حکومت بھی اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اس کام کو پورا کرنے کے لئے سینہ تان کر کھڑی ہے، جیسا کہ اس سلسلہ میں موجودہ حکومت کی طرف سے ایک بیان جاری کیا گیا کہ کشمیر کے مسئلے پر انڈیا سے اور معاملات تو بگڑ سکتے ہیں لیکن کرتارپور راہداری والے معاہدے پر ہم آنچ بھی نہ آنے دیں گے اور یہ معاملہ طے ہوکر رہے گا۔

امت مسلمہ پر ان مشکل حالات میں

ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مذہبی، دینی جماعتوں کے ذمہ داران اگر انہیں تحفظ ختم نبوت اور تحفظ دینی مدارس کا احساس ہے تو ساتھ مل کر، مشترکہ لائحہ عمل تیار کریں اور عدم تشدد کی پالیسی کو برقرار رکھتے ہوئے تحفظ ختم نبوت اور تحفظ دینی مدارس کے پیغام کو عام کریں اور اس کے لئے راہ ہموار کریں۔ قادیانیوں کی تخریبی اور اشتعال انگیز سرگرمیوں کو بین الاقوامی فورم پر آشکار کریں اور پاکستان کے خلاف قادیانیوں کے منفی پروپیگنڈا کے مقابلے میں قادیانیوں کی مذموم کارروائیوں کو منظر عام پر لا کر راہ عامہ کو ہموار کریں تاکہ قادیانیوں کی جھوٹی مظلومیت دنیا پر آشکارا ہو اور حقیقت واضح ہو جائے۔ درحقیقت اگر دیکھا جائے اس مسئلے پر سب سے زیادہ متحرک اور عزم کے ساتھ حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ اور ان کی جماعت جمعیت علماء اسلام ہے اور جن کو اس مسئلے کے حل کے لئے دیگر مذہبی و سیاسی جماعتوں کی تائید و حمایت بھی حاصل ہے اور ان کا اعلان ہے کہ ان شاء اللہ! ہم اس مسئلے کو (تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ دینی مدارس اور تحفظ مملکت پاکستان کے لئے) جذبہ جہاد اور جذبہ شہادت کے حل کروا کر دم لیں گے تو اس وقت امت مسلمہ کے لئے ایک امید کی کرن ہے کہ ان کا بھرپور ساتھ دیا جائے ورنہ ہوسکتا ہے کہ امت مسلمہ پر ایسا وقت آ جائے کہ اس کا ازالہ مشکل تر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔

☆☆..................☆☆

7رستمبر.... تحفظ ختم نبوت ریلی، سرگودھا

سرگودھا...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے زیر اہتمام، مولانا محمد اکرم طوفانی کی سرپرستی میں 7رستمبر 1974ء کو پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں ہونے والے تاریخی فیصلہ کی یاد میں اس سال بھی 7رستمبر 2019ء بروز ہفتہ ایک پُروقار تحفظ ختم نبوت ریلی کا اہتمام کیا گیا جس میں ضلع بھر سے موٹر سائیکلوں، سائیکلوں، گاڑیوں کے ایک ہجوم کی صورت میں ختم نبوت کے ہزاروں پروانوں نے شرکت کی، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا حیدر علی حیدر، مولانا ثناء اللہ ایوبی، مولانا عبدالرشید، پروفیسر عاصم اشتیاق، مولانا فضل الرحمن، مفتی جہانگیر، مولانا رحمت اللہ اور دیگر علماء مشائخ نے بھی ریلی کو پرامن بنانے میں قابل قدر کوششیں کیں۔ ریلی کی روانگی تقریباً صبح 10:30 عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر لکڑ منڈی سے ہوئی اور پرانا پل، سیٹلائٹ ٹاؤن، لاری اڈا، قینچی موڑ سے ہوتے ہوئے، 47 پل، 47 اڈا، سرگودھا یونیورسٹی روڈ سے خیام چوک پر رُکا، جہاں پر یادگارِ اَسلاف، مجاہد ختم نبوت، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ نے شرکا ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 6رستمبر ہمارے ملک خداداد پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کی یادگار ہے اور 7رستمبر ختم نبوت کے حوالے سے نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کی یادگار ہے، 1953ء سے تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز ہوا اور ہزاروں مسلمانوں نے خون کے نذرانے پیش کئے اور آخر اُن کا خون رنگ لایا اور 7 ستمبر 1974ء کو پوری قومی اسمبلی نے جس میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام اور ممبران اسمبلی موجود تھے، ختم نبوت کے اُن پہرہ داروں نے جن میں، حضرت مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا شاہ احمد نورانی رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے حضرات شامل تھے، جب اِن مجاہدوں نے پوری قومی اسمبلی کے سامنے مرزا قادیانی آنجہانی کی خودنوشت کتابوں اور قادیانی لٹریچر سے ان کا کفر کھول کر سامنے رکھا تو قادیانیت بوکھلا گئی اور ممبران اسمبلی کی آنکھیں کھل گئیں۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحبؒ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ختم نبوت کے ڈاکوؤں، ملک و ملت کے غداروں، اور ناموس رسالت سے کھیلنے والے کائنات کے بدترین گستاخ قادیانیوں / مرزائیوں نام نہاد احمدیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اَقلیت قرار دے کر ہمیشہ کے لئے ان کی ذلت و رسوائی کا اعلان کیا، جسے تمام ممبران نے متفقہ طور پر قانون کی حیثیت سے پاس کیا۔ فالحمدللہ علی ذالک۔ آخر میں ریلی کا اختتام حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی (دامت برکاتہم) کی دعا سے ہوا اور تمام شرکاء پُرامن طور پر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی و دعوتی اسفار

ونی دیہہ تیسرہ فیصل آباد کے قریب ایک چک ہے، جہاں چند گھر قادیانیوں کے ہیں، بدقسمتی سے چک کی مرکزی جامع مسجد کا خطیب قادیانیوں کے ساتھ تعلقات رکھتا ہے، الیکشن کے دنوں وہ قادیانیوں کے ساتھ مل کر پی ٹی آئی کے امیدوار کی کمپین چلاتا رہا۔ اس نے کمیٹی کے بڑے بوڑھوں کو ہاتھ میں کیا ہوا ہے۔ انہوں نے خطیب کے کندھے کو استعمال کیا ہوا ہے، خطیب اپنی مسجد میں اپنے خطبہ جمعہ میں ختم نبوت کے عنوان پر کبھی تقریر نہیں کرتا اور قادیانیوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے۔ ان کی شادی غمی میں شریک ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اہل دیہہ قادیانیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ گزشتہ دنوں قادیانیوں نے فری طبی کیمپ لگایا، مریضوں کو چیک کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے انہیں کپڑوں کے جوڑے دیئے، خطیب نے اس پر کوئی آواز نہیں اٹھائی۔

۱:... چک میں ایک دوسری مسجد بھی ہے۔ اس مسجد کا خطیب اگر کوئی دینی مسئلہ بیان کرتا ہے۔ قادیانیوں اور رافضیوں کی حرکتوں پر تنقید کرتا ہے تو بڑی مسجد کا خطیب اگلے جمعہ ان کی تردید کردیتا ہے عجیب سی صورت حال ہے۔ چند نوجوان ختم نبوت کے تحفظ کا جذبہ رکھتے ہیں، لیکن بااثر خطیب ان کے آڑے آجاتا ہے۔

۲:... قادیانی اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرتے ہیں، حالانکہ ان کی اپنی زمین ہے۔ یہ حالات ٹوبہ ٹیک سنگھ کے علماء کرام کی توجہ کے منتظر ہیں۔

۳:... قادیانیوں نے کلمات طیبہ اور آیات قرآنی تحریر کئے ہوئے ہیں۔ مقامی حضرات میں دم خم نہیں کہ وہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کریں، جبکہ انتظامیہ کا تقاضا ہے کہ مقامی حضرات درخواست دیں، ان حالات پر غور وفکر کرنے کے لئے مقامی حضرات نے ایک اجتماع تشکیل دیا۔ جس سے محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تقریباً پون گھنٹہ بیان کیا، اپنے بیان میں قادیانیوں کے غلیظ عقائد پر روشنی ڈالی اور سامعین سے قادیانیوں کے غلیظ عقائد کی وجہ سے بائیکاٹ کی اپیل کی۔ ۱۹/اگست کو یہ پروگرام مغرب عشاء تک منعقد ہوا، جس میں اہل دیہہ سے بائیکاٹ کرنے کے لئے ہاتھ کھڑے کروائے گئے۔ رات آرام و قیام جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں کیا، جہاں جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد احمد، مولانا شفیق الرحمن سمیت اساتذہ سے ملاقات ہوئی۔

قاری محمد اسلم پھالیہ کو صدمہ: مدرسہ فاروقیہ پھالیہ کے استاذ تحفیظ قاری محمد اسلم کے خالہ زاد بھائی ممتاز احمد تقریباً چالیس سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ موصوف باہمت انسان تھے، جب بھی پھالیہ میں کوئی تبلیغی پروگرام ہوتا تو اس کے انتظامات موصوف اپنے ذمہ لے لیتے۔ جلسہ کی انتظامیہ کو اس وقت معلوم ہوتا جب انتظامات مکمل ہوچکے ہوتے۔ دینی پروگراموں کے انتظامات اور ان میں شرکت موصوف کا خصوصی ذوق تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بہی خواہوں میں سے تھے۔ عیدالاضحیٰ ۱۴۴۰ھ کے دنوں حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال کرگئے۔ ۲۰/اگست کو راقم الحروف نے مرحوم کے پسماندگان سے تعزیت کا اظہار کیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔

قاری محمد اسلم کے فرزند کو حادثہ: قاری محمد اسلام کے فرزند اسیرم جس کی عمر آٹھ نو سال ہوگی، مکان کی تیسری منزل پر اپنے ہمجولیوں سے مل کر کھیل رہے تھے کہ گرگئے اور دماغ پر شدید چوٹ لگی، اسے ہسپتال میں داخل کردیا گیا، اب الحمدللہ! بہتر ہے۔ راقم نے ان کے خالہ زاد کی تعزیت اور فرزند ارجمند سلمہ کی عیادت کی۔

جامعہ بدریہ تعلیم القرآن چھوکر خورد: جامعہ کی بنیاد حافظ نورالدینؒ نے ۱۸۷۰ء میں رکھی۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا حافظ بدرالدینؒ تلمیذ رشید امام الہند مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے اس کی شہرت کو چار چاند لگائے۔ حافظ بدرالدین شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہم عصر تھے۔ اللہ پاک نے انہیں پانچ بیٹے عطاء فرمائے جو تمام کے تمام مستند علماء کرام تھے، انہوں نے اپنے اس ادارہ کی شہرت کو اور چار چاند لگائے۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: مولانا غلام محمدؒ، مولانا حافظ نور محمدؒ، مولانا حافظ محمد

رفیقؒ، مولانا حافظ منظور احمدؒ موخرالذکر فنافی القرآن تھے، تدریس قرآن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ خواہ کتنا بڑا سانحہ کیوں نہ رونما ہوجائے انہوں نے درسگاہ کو نہیں چھوڑنا۔ ان کی عظیم الشان خدمات کی بنیاد پر اہل علاقہ نے انہیں زبردستی اپنی یونین کونسل کا چیئرمین بنادیا۔ پانچ سال تک چیئرمین رہے، لیکن مدرسہ سے ایک روز بھی غیر حاضری نہیں کی، سیکریٹری ضروری دستاویز لے کر مدرسہ میں آجاتا اور حضرت حافظ صاحبؒ دستخط فرمادیتے، قرب وجوار اور مضافات کے اکثر حفاظ ان کے تلامذہ ہیں۔ بجلی کا بل اپنی جیب سے ادا فرماتے۔ ختم نبوت کی تمام تحریکوں میں اپنے علاقہ میں الاؤ گرم رکھا۔ آخر عمر میں علالت کی وجہ سے بستر سے لگ گئے تو بسا اوقات رات کو نیند نہ آتی تو قرآن پاک کی تلاوت شروع فرمادیتے اور دس، دس، بارہ بارہ پارے تلاوت فرماتے۔ جامعہ کا ایک شعبہ جامع مسجد خلافت راشدہ میں قائم ہے، جس میں تقریباً ۱۱۵ طلبا، ۶ اساتذہ کی نگرانی میں تعلیم وتربیت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت حافظ منظور احمدؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد طیب مدظلہ اپنے آباؤ اجداد کی اس عظیم وراثت کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ بنین کے علاوہ بنات کا شعبہ بھی ترقی حاصل کرچکا ہے، جس میں بہت ساری بچیاں زیور تعلیم سے آراستہ وپیراستہ ہورہی ہیں۔

جامعہ میں جلسہ ختم نبوت: جامعہ مبلغین ختم نبوت کا میزبان ادارہ ہے۔ مولانا منظور احمدؒ اور قاری محمد طیب مدظلہ اور تمام اساتذہ کرام ختم نبوت کی تحریک اور خدام سے بہت محبت فرماتے ہیں، چنانچہ ۲۰ راگست کو مغرب سے عشاء تک جامعہ میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم نے تفصیلاً خطاب کیا اور قادیانیت سے اقتصادی وعمرانی بائیکاٹ کا وعدہ لیا۔

جامع مسجد بھدر میں اجلاس: بھدر کا مدرسہ مولانا قاری عطاء اللہ مدظلہ نے شروع کیا، خوبصورت عمارت میں علیحدہ علیحدہ مقامات پر سینکڑوں بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ مولانا قاری عطاء اللہ ہمارے مولانا خدا بخشؒ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ مولانا جب بھی تشریف لاتے، مرکز یہی ادارہ ہوتا اور یہیں سے قرب و جوار میں وعظ فرماتے۔ ۲۰ راگست دوپہر کا آرام وقیام اسی ادارہ میں رہا اور ظہر کی نماز کے بعد راقم نے نمازیوں اور بنات سے خطاب کیا اور انہیں ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کرنے کا عہد لیا۔

کوٹلہ عرب علی خان میں ختم نبوت کانفرنس: ۲۰ راگست کوٹلہ کی جامع مسجد خلافت راشدہ میں مغرب سے عشاء تک ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت الحاج صوبیدار (ر) اللہ دکھا نے کی۔ کانفرنس کا انتظام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مقامی شاخ نے مولانا قاری انیس الرحمٰن کی سرکردگی میں کیا۔ موصوف ہمارے بہت ہی بہترین دوست اور استاذ بھائی مولانا قاری غلام رسول شوقؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ قاری صاحبؒ استاذ جی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سابق امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چہیتے شاگردوں میں سے تھے۔ اہل علاقہ جب استاذ جی کا پروگرام رکھنا چاہتے تو قاری صاحبؒ کو واسطہ بناتے، ان کا اصلاحی تعلق خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ سے تھا۔ خانقاہ سراجیہ کی نسبت سے اپنے ادارہ کا نام جامعہ سراجیہ رکھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے عظیم الشان مشن سے بہت محبت فرماتے، راقم نے ان کی وفات سے چند روز پہلے ان کی خدمت میں عیادت کے لئے حاضری دی تو ہمیں دیکھ کر بڑی طرز کے ساتھ آیت ختم نبوت کی تلاوت کی اور ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند قاری انیس الرحمٰن سلمہ نے مسجد اور مدرسہ کا نظام سنبھالا، ۲۰ راگست کو منعقد ہونے والی کانفرنس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔ تلاوت ونعت کے بعد ضلعی مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی سلمہ اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے، کانفرنس کے اختتام پر مقامی مجلس نے تمام شرکاء کانفرنس کی پرتکلف کھانے سے تواضع کی۔

تبلیغی مرکز گجرات میں: مکی مسجد گجرات سے ملحقہ مدرسہ میں رات کا آرام وقیام ہوا۔ مدرسہ کے نگران منتظم مولانا محمد یوسف مدظلہ ہیں، جو چھوکر خورد کے قدیمی مدرسہ جس کا ذکر سطور بالا میں ہوا کے ایک سابق مہتمم مولانا حافظ منظور احمدؒ کے فرزند ہیں، تبلیغی جماعتوں کی نصرت کے ساتھ ساتھ ہمارے ضلعی مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی سلمہ سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ مولانا محمد قاسم جب گجرات شہر میں تشریف لے جاتے ہیں تو ان کا قیام وطعام مکی مسجد مرکز میں ہوتا ہے۔ چنانچہ ۲۱ راگست رات کا قیام وآرام مکی مسجد سے ملحقہ مدرسہ میں رہا۔ ۲۱ راگست ۸ بجے صبح راقم نے جامعہ کے طلبا واساتذہ کرام سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ''طلبا اور علماء کرام کی ذمہ داری'' کے عنوان پر خطاب کی سعادت حاصل کی۔ (جاری ہے)

یوم دفاع ختم نبوت کانفرنس، ٹنڈوآدم

ٹنڈوآدم (حافظ شیر اسامہ بن طاہر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈوآدم کے زیر اہتمام ۷ ستمبر کے حوالے سے ''یوم دفاع ختم نبوت کانفرنس'' بلال مسجد قائداعظم کالونی میں منعقد کی گئی جس کی صدارت مقامی امیر حضرت علامہ مولانا محمد راشد مدنی صاحب نے فرمائی اور اپنے خطاب میں انہوں نے فرمایا کہ گیدڑ کی جب موت آتی ہے شہر کی طرف دوڑتا ہے قادیانیوں نے جب بھی گڑھا کھودا اس میں خود گرے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں نے خود مسلمان طلباء کو زخمی کیا جس کے بعد تحریک چلی اور قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا گیا، اس کے بعد ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں نے مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کیا اور تحریک چلی جس کے بعد قادیانیوں کو ''امتناع قادیانیت آرڈیننس'' کی زد میں آنا پڑا اب بھی قادیانی خاموش نہیں بیٹھ رہے نہ تو وہ خود کو غیر مسلم تسلیم کر رہے ہیں بلکہ سوشل میڈیا پر وہ خود کو ''احمدی مسلمان'' لکھتے ہیں اور نہ ہی وہ ''امتناع قادیانیت آرڈیننس'' کو تسلیم کرتے ہیں لیکن ہمیں اس کی پرواہ نہیں کیونکہ اب اگر تحریک چلی تو وہ قادیانیت کے خاتمہ کی تحریک ہوگی، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین کا پابند بنائے، مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے سے روکے۔ کانفرنس میں حاجی محمد عمر جونیجو، مفتی محمد یعقوب مگسی، جمعیت علمائے اسلام (س) ضلع سانگھڑ کے امیر مولانا محمد عثمان سموں، حافظ حفظ الرحمن انصاری، خطیب بلال مسجد حافظ محمد زاہد حجازی، محمد ثاقب شیخ چانڈا، ملک ذوالفقار نقشبندی، محمد ہاشم بروہی، مستری منور حسین قریشی سمیت کئی راہنماؤں نے اور شہریوں کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علمائے اسلام (ف) سندھ کے راہنما مولانا قاری کامران احمد نے کہا کہ نیازی حکومت مکمل طور پر قادیانیوں کو سپورٹ کر رہی ہے مسلمان کسی بھی صورت میں یہ قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں، توہین رسالت قانون میں ترمیم، دینی مدارس پر پابندیاں، دینی تنظیموں کو بلاوجہ تنگ کرنا موجودہ حکومت کا وطیرہ بن چکا ہے لیکن یہ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی نے مسلمانوں کو دبانے اور نیچا دکھانے کی کوشش کی وہ کشتی سمیت غرق ہوا ہے اس کی زندہ مثال جنرل مشرف ہے موجودہ سرکاری قیادت کو اس پر غور کرنا ہوگا۔

کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ پاک فوج کا موٹو ایمان، تقویٰ کے بعد ''جہاد فی سبیل اللہ'' ہے اور قادیانی جہاد کے منکر ہیں، اس لئے پاک فوج کو قادیانیوں سے مکمل پاک کیا جائے، فوری طور پر قادیانیوں کو پاک فوج سے نکالا جائے، صرف پاک فوج سے ہی نہیں ملک کی بیوروکریسی سمیت اہم اداروں سے قادیانیوں کو بے دخل کیا جائے، توہین رسالت قانون میں کسی بھی قسم کی ترمیم کو برداشت نہیں کیا جائے گا اس لئے مسئلہ پر حکومت اپنی پوزیشن واضح کرے، قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس کا پابند بنایا جائے، سوشل میڈیا پر قادیانی خود کو کھلے عام مسلمان لکھ رہے ہیں ''فیس بک'' پر قادیانیوں کے جتنے اکاؤنٹ ہیں ان پر لکھا ہے کہ ''میں کافر نہیں مسلمان ہوں'' یہ پاکستان کے آئین کا کھلم کھلا مذاق اڑایا جا رہا ہے لیکن یہاں حکومت کیوں خاموش ہے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ توہین رسالت، امتناع قادیانیت لاء کے تحت جتنے مقدمات اعلیٰ عدالتوں میں التواء کا شکار ہیں سپریم کورٹ سوموٹو ایکشن لیتے ہوئے انہیں فوری نمٹانے کے احکامات جاری کرے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ سمیت اعلیٰ قیادت کو فول پروف سیکیورٹی فراہم کی جائے۔

اجلاس برائے علماء کرام: ۲۲/اگست ۲۰۱۹ء بروز بدھ بعد نماز عصر جامع مسجد طیبہ گل احمد چورنگی میں علماء کرام کا ایک مشاورتی اجلاس مولانا قاضی احسان احمد کی صدارت میں رکھا گیا۔ اجلاس میں مولانا عبدالحیٔ مطمئن، مفتی محمد اسحاق مصطفی، مولانا گل رحیم (مدیر جامعہ رحیمیہ)، مولانا نورالرحیم، مفتی سمیع الحق، مولانا محمد امجد، مولانا فضل الرحمن، مولانا اختر علی، مولانا نجیب اللہ، مولانا محمد فیضان، مولانا صالح کریم، مولانا سعیدالرحمن، قاری شوکت، قاری عبدالرحیم، قاری گل نواز خان، قاری شہزاد خان، مولانا شفیع اللہ، مولانا راشد احمد، مولانا عمر فاروق، قاری عرفان اللہ، مولانا امجد حسین نے شرکت کی۔ اجلاس میں ختم نبوت کے کاز سے متعلق مشاورت ہوئی، مقامی طور پر کام کی نوعیت اور کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ ساتھیوں کو زیادہ سے زیادہ اس مشن میں جڑنے کی تلقین کی گئی۔ (محمد عبدالوہاب پشاوری)

حضرت ڈاکٹر مولانا عبدالرزاق اسکندر

حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

توفیق احمد

تاریخ ساز

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

انشاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

بروز جمعۃ المبارک 4 اکتوبر 2019 بعد نماز مغرب

بمقام میانی روڈ ٹاور مارکیٹ حیدرآباد

آیۃ الخیر ترجمان مدارس دینیہ
حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم العالی
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مرشد الموحدین ولی ابن ولی
حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی صاحب مدظلہم
درگاہ عالیہ راشدیہ پیر جھنڈو

مولانا مختار احمد

مولانا محمد حنیف سیال

مولانا مجمل حسین

محافظ ختم نبوت متکلم اسلام
حضرت مولانا حافظ حمد اللہ صاحب مدظلہ
سابق سینیٹر جمعیت علماء اسلام پاکستان کوئٹہ

فاتح قادیانیت شاہین ختم نبوت
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

خطیب پاکستان مقرر خوش الحان خطیب دلپذیر
حضرت مولانا محمد رفیق جامی صاحب مدظلہ
فیصل آباد

جانشین شہید اسلام
حضرت مولانا ناصر خالد محمود سومرو صاحب
رہنما جمعیت علماء اسلام سندھ

خطیب ختم نبوت
حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

LIVE سننے کے لیے
www.khatme-e-nubuwwat.com

0333-3553926
0310-4146160
0301-6395200
022-3869948

منجانب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد

ترتیب و تزئین: عظیم گرافکس، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد۔ موبائل: 0300-3078451